فہرست مضامین

دیباچہ

(ملک الشعرا علامہ پنڈت ہری چند اختر ایم اے)

کچھ عرصہ سے ہماری شاعری میں گیت کی حیثیت پھر سے نمایاں ہو رہی ہے۔ اس میں شاعری کے جدید رجحانات کو بھی یقیناً کافی دخل ہے۔ لیکن میری رائے میں مالی پہلو کا اثر غالب ہے۔ کسی حد تک گراموفون کمپنیوں نے اور زیادہ تر فلمی صنعت کی ترقی نے گیت کی قدر بڑھا دی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ گیت کی قیمت میں بھی اضافہ ہوتا رہا ہے۔ نتیجہ یہ کہ فلمی صنعت کی سرپرستی کی بدولت جہاں بعض اچھا لکھنے والے شاعر گیت پر توجہ مبذول فرمانے لگے ہیں۔ وہاں بہت سے ایسے گیت نویس بھی میدان میں آگئے ہیں جن کے متعلق وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ان کی کھپت صرف ہماری ہندوستانی فلم کمپنیوں ہی میں ہو سکتی تھی۔ اور اگر ہندوستان میں متکلم فلموں کی صنعت جاری نہ ہوتی۔ نیز فلموں کی کامیابی کا ضامن زیادہ تر گیتوں کو نہ سمجھا جاتا۔ تو شاید ان لوگوں کو مرتے دم تک احساس نہ ہو سکتا۔ کہ

ہمیں بھی دُنیا میں شاعر بنا کر بھیجا گیا ہے ؛

فلمی دُنیا میں آج کل گیتوں کی شاعری کے نام سے ایک ہڑبونگ مچ رہی ہے۔ جس کے باعث گیت جو شاعری کی سب سے نفیس اور لطیف صنعت ہے۔ بدنام بلکہ ذلیل و رُسوا ہو کر رہ گیا ہے۔ اس کے لئے گیت لکھنے والے، لکھوانے والے اور سُننے والے تینوں گروہ ذمہ دار ہیں۔ لکھوانے والوں کے پاس پیسہ ہے تمیز نہیں۔ سُننے والوں کے پاس شوق ہے۔ تعلیم و تربیت نہیں۔ اور لکھنے والوں کے پاس یا تو فن نہیں۔ اور اگر فن ہے۔ تو فن کی عزت کا وہ احساس نہیں۔ جو فنکارانہ عزتِ نفس کا دُوسرا نام ہے ؛

میرے دوست چاند پنڈت آٹھ نو سال سے گیت لکھ رہے ہیں اور اُن کی شاعری ابتدائی منازل سے گزر کر شباب کی بہار دکھانے لگی ہے۔ اُنھوں نے گراموفون کمپنیوں کے لیے بھی گیت لکھے اور فلموں کے لئے بھی۔ لیکن مجھے یہ دیکھ کر بے انتہا مسرت ہوتی ہے۔ کہ اُنھوں نے فن کو بازار کی جنس نہیں بنایا۔ اُن کے گیتوں پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ کہ اُنہیں فن کی اہمیت اور عزت کا احساس ہے۔ یہ گیت "فرمائشی تصانیف" معلوم نہیں ہوتے۔ بلکہ پڑھنے والوں کو یہی خیال ہوتا ہے۔ کہ شاعر نے اپنے فنی ذوق کی تسکین کے لئے لکھے ہیں۔ میں تصنیف کے ساتھ مصنّف کو

پڑھنے کا عادی نہیں ہوں۔ لیکن جب فن کے محرکات خود فن کی ہستی پر اثر انداز ہو رہے ہوں۔ تو یہ دیکھنا ہی پڑتا ہے۔ کہ فن کار نے محرکات کے مضر اثرات کا کہاں تک مقابلہ کیا۔ اور کہاں جا کر بلا مقابلہ ہتھیار ڈال دئے۔ یہی وجہ ہے کہ گیت کے بارے میں فلم بنانے اور دیکھنے والوں اور گیت لکھنے والوں کی ذہنیت اور اہلیت کے متعلق چند فقروں میں مجمل سے اشاروں کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ان اشاروں کا دوسرا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا۔ کہ ہمارے شاعر نے مذکورہ بالا محرکات کے مضر اثرات کا بڑی پامردی اور کامیابی سے مقابلہ کیا ہے ؛

زیر نظر گیتوں کے موضوعات۔ فنی خوبیوں اور شاعر کی زبان اور قدرتِ کلام پر تفصیلی بحث کی اس لئے ضرورت نہیں۔ کہ ان میں سے اکثر گیت پہلے ہی قبولِ عام کی خلعت حاصل کر چکے ہیں۔ اور خواص نے انہیں ہر اعتبار سے قابلِ تحسین قرار دیا ہے۔ اور پھر شاید میں گیتوں کی شاعری پر تفصیلی بحث کرنے کا اہل بھی نہیں ہوں ؛

مجھے تو صرف یہ عرض کرنا تھا۔ کہ چاند پنڈت نے ایسے حالات میں فن کی عزت کو برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے جن کے سامنے بڑے بڑے مدعیانِ سخن کو بھی سرِ تسلیم خم کر دینے کے سوا کوئی چارۂ کار نظر نہیں آیا۔ گانے والوں کی ضرورت اور پیسے والوں کی

فرمائش کے مطابق تک بندی کر دینا بھی شاید قابل قدر ہو۔ لیکن یہ بات واقعی قابلِ داد ہے۔ کہ فن کی حیثیت برقرار رکھتے ہوئے گانے والوں اور سننے والوں کی ضرورتوں کی تکمیل کر دی جائے۔ میرا خیال ہے۔ کہ یہ بات آپ کو چاند پنڈت کے تمام گیتوں میں نظر آئے گی۔ اور اس کامیابی پر وہ یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں۔

اختر

لاہور
۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء

"رم جھم"

گیت کی پیدائش

میری نظروں میں گیت اُردو ادب کا ایک ایسا ناخلف بچہ ہے۔ جس نے ذرا ہوش سنبھالتے ہی اُردو ادب کے پیٹ پر لات مار دی ہے۔ مگر خلفِ رشید بن کر ہندوستانی ادب کو پیدا کیا ہے۔ اس لحاظ سے "گیت" پر یہ الزام دینا کہ اس نے اپنے کندھوں پر اُردو ادب کا جنازہ اُٹھا لیا ہے۔ چنداں دُرست نہیں۔ اس کی ذمہ داری اُردو ادب کے ناخداؤں پر ہے۔ جنہوں نے غالبؔ سے لے کر اب تک اپنی قابلیت کا مظاہرہ عربی۔ فارسی۔ سنسکرت کے ثقیل الفاظ کو اُردو ادب میں ٹھونس کر دیا۔ اور سہل ہندی یا ہندوستانی الفاظ کو اُردو زبان سے خارج کرنے میں ہی اُردو ادب کی خدمت اور بھلائی خیال کی۔

وقت نے شعرا کو مجبور کر دیا۔ کہ اب وہ رفتگان کے نقشِ

قدم سے نگاہیں اٹھاتی ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ گیت دھیرے دھیرے ترانوں اور نغموں کی صورت میں خود رو پودوں کی طرح پیدا ہوا۔ اور اب چند سالوں میں اس کی بہار مرغزارِ ادب پر چھا چکی ہے۔ اب صرف اس چمن کی آرائش باقی ہے۔ اور نگہبانوں کی ضرورت ہے۔

اس وقت چند ایک کو چھوڑ کر باقی تمام گیت نگار اس انتظار میں ہیں۔ کہ کب کوئی گیت کا عروض لے کر میدان میں آئے۔ اور وہ گیت کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرتے ہوئے ہندوستانی ادب کو فروغ دیں۔ یہ حقیقت ہے۔ کہ اردو شاعری کی طرح گیت کا عروض ابھی تک معرضِ وجود میں نہیں آیا۔ اور ابھی تک بہت سے گیت نگار اپنی خداداد لیاقت سے فارسی عروض کا سہارا لیتے ہوئے گیت کہہ رہے ہیں۔ اکثر گیت تو ایسے ہیں۔ جنہیں گیت کہنا گیت کی توہین کرنا ہے۔ خصوصاً مبتدی حضرات تو ایسے واقع ہوئے ہیں۔ کہ کسی گیت کا ایک مصرع لے کر اس پر قافیہ پیمائی کرنا ہی گیت خیال کرتے ہیں۔ اگر میں مثالیں دے کر واضح کروں۔ تو سوائے علامہ قیس جالندھری ساحر ایم۔ اے ہوشیارپوری اور دو چار اور حضرات کے باقی تمام گیت نہیں کہہ رہے۔ بلکہ گیت کو فٹ بال بنا کر بچوں کی طرح کھیل رہے ہیں۔ یہ کیفیت سخت خطرناک ہے۔

یہ کہہ چکنے کے بعد میں سمجھتا ہوں۔ کہ مجھ پر پنجابی کی یہ مثال عائد

ہوتی ہے۔ "جو بولے سو کنڈا کھولے"۔ میں اس کے لئے کتنی دیر سے تیاری میں مصروف ہوں۔ اور خدا کا شکر کرتا ہوں۔ کہ اب اپریل ۱۹۴۷ء تک اس فرض سے سبکدوش ہو جاؤں گا۔ گیت نگار حضرات کی خدمت میں میں "گیت کلا" پیش کروں گا۔ جس میں عروض۔ گیت کے اقسام۔ تنقید و اصلاح وغیرہ مضامین درج ہونگے۔

گیت :-

۱۔ وہ لطیف حقیقت ہے۔ جسے شاعر کا دل محسوس کرتا ہے۔ دماغ اُسے خیال کا لباس پہنا کر دنیا کے سامنے لاتا ہے۔

۲۔ خیال کی وہ پیاری تصویر ہے۔ جسے شاعر بناتا ہے۔ ہر انسان اپنے خیال کے مطابق پسند کرتا ہے۔ یوں کہہ لو۔ کہ مخلوقات میں جسطرح عورت نیچر کی بہترین تخلیق ہے۔ اور ہر ذی روح کو پسند ہے۔ اسی طرح جہانِ نظم میں گیت کا درجہ ہے۔ اور یہ میرا نظریہ ہے۔

گیت کے حصے :-

گیت کے حصے لکھنے سے پہلے اگر میں یہ ظاہر کردوں۔ کہ میں گیت کس طرح کہتا ہوں۔ تو بہتر رہے گا۔

جب میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ میرے دماغ نے دل کے اشارہ پر ایک خیال پیدا کیا ہے۔ اور وہ اب ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہ

سکتا۔ تب میں اپنے اس خیال کو ایک تصویر کی شکل میں دیکھتا ہوں۔ ترتیب دیتا ہوں۔ کہ وہ خیال ایک خوبصورت دوشیزہ ہے جس میں اٹھان ہے۔ نزاکت ہے۔ حسن ہے۔ اور کشش ایک رقص ہے۔ سر سے پاؤں تک مکمل زندگی ہے۔ تب گیت کے حصے سامنے آجاتے ہیں۔ مثلاً اٹھان۔ آمد۔ شبد ناچ۔ سنگیت۔ زبان۔ عروض۔

اپنے اس بیان کو زندہ رکھنے کے لئے گیتوں کے شہنشاہ گوردو دیو مہاکوی شانت کا سہارا لیتا ہوں۔

اٹھان :-

جس طرح عورت کی خوبصورتی اٹھان میں مضمر ہے۔ اور یہی مقناطیس نظر کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اسی طرح گیت کے لئے اٹھان ضروری ہے۔ گیت کی اٹھان اس کا پہلا مصرعہ یا شعر یعنی سنھائی ہے۔ اسی مصرع یا سنھائی کی تشریح گیت کی تکمیل ہے۔ یہی خاکہ ہے۔ باقی تو گیت نگار کے لئے تصویروں میں رنگ بھرنا رہ جاتا ہے۔ اب دیکھئے مہاکوی شانت اپنے گیت میں اٹھان کو کس انداز سے ظاہر کرتے ہیں :-

"پیا روٹھے رہو تم جیون بھر میں گیت وہوگ کے گایا کروں"۔

یہ خاکہ کھنچ گیا ہے۔ اے پریتم! تم زندگی بھر روٹھے رہو۔ اور میں

تمام عمر ویوگ کے گیت گاتی رہوں ؟

کیوں اور کیسے ؟ ان دو نکتوں کے درمیان کی کلپنا رنگ تصوّر کیجیے۔ اور کیوں اور کیسے "برش" ہاں کر تصویر مکمل کر لیجیے۔ مہاکوی شانت اپنے خیال کی اس تصویر میں یوں رنگ بھرتے ہیں۔ گیت ملاحظہ ہو ؎

پیا روٹھے رہو تم جیون بھر میں گیت ویوگ کے گایا کروں

اِک گیت بنے رہو ہونٹوں پر۔ میں گاتی پھروں جس کو گھر گھر

مجھے میری جوانی روتی رہے۔ میں گیت یہ گیت سنایا کروں

پیا! روٹھے رہو۔ . . . . .

کھلے کیش گلے کا ہار رہیں۔ مجھے باوری لوگ کہیں

رہے یاد تری تڑپاتی مجھے۔ تیری یاد کو میں تڑپایا کروں

پیا! روٹھے رہو۔ . . . . . .

تیرے نین ستاروں میں مسکائیں۔ میرے نین اُن نینوں میں کھو جائیں

اب نیند مجھے ترساتی ہے۔ پھر نیند کو میں ترسایا کروں

پیا! رُوٹھے رہو تم جیون بھر! ہم گیت وِیوگ کے گایا کریں

اب دیکھئے اس گیت میں شانت جی نے اٹھان یا سنٹرل آئیڈیا (CENTRAL IDEA) یعنی مرکزی نکتے کو کہیں بھی گم نہیں ہونے دیا۔ باقی گیت کے حصّوں پر تشریح بخوفِ طوالت نظر انداز کرتا ہُوا "آمد" کو پیش کرتا ہوں ؛

آمد :۔

گیت کی وجہ تخلیق ہے۔ آمد کی صحیح تعریف آبشار کی روانی سمجھ لیجئے۔ اور یہ گیت میں کیا انداز رکھتی ہے ۔ مہاکوی شانت کے یہ گیت تمثیلاً پیش ہیں :۔

ہٹیلے بھونرے مت گنجار

رُوپ گندھ[1] رس کو لتا[2] کا دو دن ہے سنسار

جیون بھر روئے گا جی کو دو دِن کر کے پیار۔ ہٹیلے بھونرے...

جو کلیاں کھِل کر مُرجھائیں اُن کی اور نہار[3]

آج کلنک ہیں پھلواری پر کل تھیں جو شرنگار۔ ہٹیلے بھونرے...

[1] خوشبو [2] نزاکت [3] دیکھ

پریم کا من کو روگ لگا کر کیسی ہاہاکار!
من پاپی ہے دُکھ کا کارن پاپی من کو مار۔ ہٹیلے بھونرے..

(۲)

جو بس تتّی پہ رکھ نہ سکے۔ وہ پریم نگر میں آئے کیوں؟
یہاں دُکھ ہی دُکھ ہیں سہنے کو۔ یا پریتم پہ تم کہنے کو!
اس نگر میں سُکھ اِک سپنا ہے۔ نربل اس کو اپنائے کیوں؟

جسے رُوپ اور جوبن کھونا ہو۔ سنسار سے چھپ چھپ رونا ہو
اس نگر میں وہ پرویش کرے۔ سُکھی اس سے نین ملائے کیوں؟

یہاں ایسے باورے رہتے ہیں۔ کانٹوں کو کلیاں کہتے ہیں!
جو پتھر جگ کے سہہ نہ سکے!۔ وہ پریم کا روگ لگائے کیوں؟

آپ نے مندرجہ بالا گیتوں میں دیکھ لیا ہے۔ کہ "آمد" ندی کے پرواہ کی طرح گیت پر چھائی ہوئی ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ شاعر نے طبیعت پر زور دے کر گیت لکھا ہے ؛

شبد ناچ یعنی الفاظ کا رقص [DANCE OF WORDS] :-

دوسرے معنوں میں اعضاء کی خوبصورت بناوٹ ہے۔ وہ جسم جس کے اعضاء اپنی اپنی جگہ ٹھیک اور خوبصورت انداز رکھتے ہوں۔ کتنا پیارا لگتا ہے۔ اسی طرح گیت میں ترتیبِ الفاظ یا شبد ناچ یعنی ڈانس آف ورڈز گیت کی خوبصورت بناوٹ ہے۔ اس کے بغیر گیت نیم جان لاش ہے۔ شاعر کی قابلیت کا یہی پیمانہ ہے۔ کہ وہ گیت کو ان الفاظ سے ترتیب دے۔ کہ اس کا مطالعہ زبان کے لئے بار نہ ہو۔ اور کیفیت میں ایک رقص محسوس ہو۔ شانت جی کے گیت میں "شبد ناچ" ملاحظہ ہو :-

شوک بھری آنکھوں سے آنسو بہتے ہیں تو بہنے دو
دنیا والو! رو رو کر مجھے پریم کہانی کہنے دو
ڈھونڈ رہا ہوں پریم سگندھی روپ کی سندر کلیوں میں
بھیک دیا کی مانگ رہا ہوں جا کر پی کی گلیوں میں

وحشت میں ڈھونڈ رہا ہوں سُرت دُکھ سہتا ہوں ہنسنے دو
پاگل ہوں میں پگلے پن میں نہ جانے کیا کہتا ہوں ؟
اپنی دُنیا آپ بسا کر اس میں کھویا رہتا ہوں
مجھ پہ ہنسنے والو تُم جس حال میں ہوں مجھے رہنے دو

۲۔ تشبیہات :-

جس طرح رقص کے لیے لباس کی موزونیت لازمی ہے۔ اسی طرح تشبیہات شبد ناچ کے ساتھ لازماً درجہ رکھتی ہیں۔ جیسے مہاکوی شانت کے اس گیت میں ؎

کالے ناہیں میت کسی کے کالے ناہیں میت
کالی رات دُکھوں کا کارن ۔ کالی کوئل سُکھ کی بیرن
کالے بھونرے نت کلپائیں ۔ گا کر پیت کے گیت ا

کالا سُرمہ ڈارے[ا] میں نے ۔ کالے کیش سنوارے میں نے

ا۔ ڈالے

کالے شام سے نین لگائے ۔ بھاگ ہوئے وپریت!

کالی پتلیاں نیر برسائیں ۔ باوری کردیں کالی گھٹائیں
دکھیاروں کو ویاکل کرنا ۔ کالوں کی ہے ریت!

کالے کاگ کے شگن ہیں کالے ۔ دھیربندھاکلپانے والے
کالوں کے وشواس پہ سجنی! ۔ ہار سمان ہے جیت!
کالے نا ہیں میت کسی کے کالے ناہیں میت

سنگیت :-

گیت کی وہ کیفیت ہے ۔ جس طرح روح کے بغیر جسم بے جان ۔ گیت پڑھنے والا گیت کی ٹھان ملاحظہ کرتے ہی گنگنانا شروع کردے ۔ وہ محسوس کرے ۔ کہ اس کا دل شاعر کی اس تخلیق میں کھوجانا پسند کرتا ہے ÷

زبان :-

گیت کے پڑھنے اور سمجھنے میں شہری اور دیہاتی - اَن پڑھ اور پڑھے لکھے اِنسانوں کے لئے دِقّت محسوس نہ ہو - جیسے آپ نے جہاکوی شانتؔ کے گیتوں کی زبان، نہ صرف زبان ہی بلکہ گیت کے بیان کردہ حصّوں کو ہر گیت میں نمایاں طور پر دیکھا ہوگا - یقیناً گیت وہی ہے - جس میں اٹھان - شبد ناچ - آمد - سنگیت اور زبان کا پورا پورا عنصر موجود ہوگا - ورنہ کسی ایک حصّہ کی کمی بیشی سے گیت میں نقص لازمی ہے ۞

عروض :-

اس سلسلہ میں ناظرین مجھے معاف فرمائیں گے - کیونکہ تھوڑا لکھنا بے معنی ہے - اور زیادہ لکھنا اس مضمون کے لئے دفتر لہٰذا ناظرین کے لئے "گیت گلا" کا انتظار ہی کرنا پڑے گا ۞

گیت کے اقسام[1] :-

گیت اٹھارہ عنوانات میں لکھا جاسکتا ہے - مگر مندرجہ ذیل عنوانات یا کیفیتیں عام ہیں :-

[1] گیت گلا میں مفصّل درج ہونگے

۱- شنگار رس - اِس کیفیت میں شاعر کے جذبات بہار کی طرح بیان ہوتے ہیں - حُسن و جوانی - قول و قرار - ہجر و وصال - عشوے، غمزے - غرضیکہ شاعر محبّت کا فلسفہ اپنے گیتوں میں بکھیر کر رکھ دیتا ہے ؁

۲- ویر رس - رزمیہ نظموں کی کیفیت کا نام ہے ؁

۳- کرونا رس - یہ وہ رنگ ہے - جس میں نوحہ - شکوہ - اور مرثیہ شامل ہیں ؁

۴- بھگتی رس - اس میں مناجات - حمد و ثناء اور نعت شامل ہیں ؁

گیت اور افسانہ :-

گیت میں افسانوی رنگ پیدا کرنا معمولی کام نہیں - اور اگر یہ رنگ پیدا ہو جائے - تو پھر وہ گیت نگار زندہ جاوید سمجھئے آج بھی گیت کا دامن اس بیش بہا نعمت سے خالی نہیں - گیت نگار فخریہ اُردو ادب کے مقابل افسانوی گیت پیش کر سکتے ہیں - ملاحظہ ہوں جاکوی شانت کے یہ گیت :-

پریتم کے گھر جانے کا اِک یاد بہانہ آیا

چندن کا تِلک لگا کر - جوگن کا بھیس بنا کر

اِک ہاتھ میں لے لی مالا - پی گھر جا - ناد بجایا!

آنکھ آنکھ پکارا - کہاں ہے کوئی اس کا پیارا
جو بھیک دے اس جوگن کو - کہیں پریتم نے سُن پایا!

پیا ہنستے ہنستے آئے - کچھ جھولی میں بھر لائے
بڑھی آگے جاگ اٹھی ہیں - پھر وہ نہیں سپنا آیا
پی گھر جانے کا اک یاد بہانہ آیا

(۲)

موہے ایسا سپنا آئے سکھی ری موہے ایسا سپنا آئے

پیا آئے ہوں آنگن میں - گھڑی پاپن ہو چرنن میں
دکھی پرانوں کا انت وہیں ہو - دُکھ جیون کا مِٹ جائے

سلہ شنکھ

ہو ایسا سُندر مندر - ہوں پریتم جس کے اندر
میں آرتی ایک اُتاروں - من پریم کے پھول چڑھائے

وُہی جیون ہو وُہی باتیں - وُہی جوبن ہو وُہی راتیں
وُہی چنچلتا ہو من میں - میں رُوٹھوں پیا منائے
موہے ایسا سپنا آئے سکھی ری موہے ایسا سپنا آئے

(۱۱)

وہ کیسا وچتر[1] تھا درشیہ[2] سکھی! جسے دیکھتے ہی شرما گئی میں

امبر[3] پر کالی بدلی میں اک بجلی گھومتی پھرتی تھی
دیکھا تو موہنی نینوں کی پتلیاں جھومتی پھرتی تھی
یہ دھوکا کیسے کھا گئی میں ؟

---

[1] انوکھا [2] نظارہ [3] آسمان

پھر ایک اور آشچرج[2] ہوا پہلے تو تین وہ مسکائے
پھر ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ[2] ہوئے ڈھونڈھے کہیں نظر نہ آئے
اس کونتک[3] سے گھبرا گئی ہیں!

اس دن سے باوری ہو گئی ہوں۔ اور بھول گئی سدھ بدھ تن من کی
چھبی بسر رن پھرتی رہتی ہے۔ نینوں کے سنمکھ نینن کی
نینوں کے چھل میں آ گئی ہیں!

چند قواعد وضوابط:۔

۱۔ گیت کے زیادہ سے زیادہ تین بند ہوتے ہیں۔
۲۔ زبان عام فہم۔ توری موری۔ رسیاں۔ بتیاں۔ تکت جھکت۔ پرنتو۔ حالانکہ۔ چنانچہ۔ غرضیکہ ثقیل فارسی۔ عربی سنسکرت الفاظ سے قطعاً پرہیز کرنا چاہیئے۔ تاکہ صحیح معنوں میں ہندوستانی ادب کی تکمیل ہو سکے۔

---

[1] حیرانی [2] غائب [3] واقعہ

۳۔ مشکل قافیہ بندی اور فضول ردیف آرائی نہ کی جائے ؛

۴۔ گیت مثنوی اور مسدس میں مانع نہیں ؛

۵۔ گیت کے لئے عروض ضروری ہے۔ آزاد نظم کی صورت میں گیت قطعاً درست نہیں ؛

۶۔ آرٹسٹ یا مصور گیت کا مطالعہ کرتے ہی ایک تصویر بنا لے۔ بہت حد تک گیت میں یہ عنصر ضروری ہے ؛

۷۔ گیت سائنس اور فلسفہ سے عاری نہ ہو ؛

سوامی نگر ۔ لاہور
مورخہ ۲۰ ر دسمبر ۱۹۴۶ء

چاند پنڈت

جھونکے

محترم پنڈت دولت رام جی گنگا ہر سابق ایڈیٹر اخبار "برہم سندیش" لاہور۔ چوہدری چونی لعل جی دت منشی فاضل ایڈیٹر و پروپرائیٹر رسالہ "پنگھ ہوسیال" و "جیون امرت" سنت نگر لاہور وِدیا ناتھ جی سیٹھ اور دیگر ہمدرد سنگھ حضرات جب کبھی ملتے تو یہی فہمائش اور فرمائش کرتے۔ کہ بھائی اپنے گیت ضرور شائع کرو۔ مگر میں بہت اچھا کہہ کر چُپ ہو جاتا تھا۔ سوچتا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اوّل تو کسی خانہ بدوش کے اثاثہ کی طرح اتنے گیت جمع بھی نہیں۔ جو کتابی شکل اختیار کر سکیں۔ ۱۹۳۶ء سے لے کر ۱۹۴۵ء تک جتنے گیت بھی کہے اخبارات اور رسائل کی نذر ہو گئے۔ جن کو اب حاصل کرنا "جوئے شیر" لانے سے کم نہیں۔ اس پر سستی اور لاپرواہی

شامل حال - دوسرے اردو ادب کے ناخداؤں کی خشک مزاجی اور تنگ نظری پیش نظر تھی - کہ یہ لوگ میری تھوڑی بہت ہندوستانی ادب کی خدمت سے اور دکھی نہ ہو جائیں — تیسرے "من آنم کہ من دانم" — لیکن سب سے بڑی وجہ یہی رہی - کہ بکھرے ہوئے گیتوں کو کیسے اکٹھا کیا جائے - جنگ کے ختم ہونے پر اچانک ہی ایک دن عزیز بھدریال بسمل ادیب فاضل شیخوپوری جنگی ملازمت کو خیرباد کہتے ہوئے تشریف لائے - دو کاپیوں پر مشتمل گیتوں کا مسودہ اصلاح کے لئے سامنے رکھتے ہوئے بولے - "لیجئے اپنے گیتوں کی شائع شدہ کتاب" - وہ مایوس ہوئے - قدرے سٹ پٹا کر خاموش ہو گئے - آخر تین مہینے کے بعد بہت سے بکھرے ہوئے گیت یکجا کرنے میں کامیاب ہو گئے - میرا خیال تھا - اگر میں تمام عمر کوشش کرتا - تو بھی آج "بکھرے بادل" شائع نہ کر سکتا - یہ نام بھی انہی کا تجویز کردہ ہے - دل کی گہرائیوں سے دعا نکلتی ہے - کہ ایسے ہونہار - نیک اخلاق - فاضل شاگرد اپنی زندگی میں پوری پوری شہرت حاصل کریں ؛

خشک سالی میں جس طرح آسمان پہ بادلوں کے ٹکڑے

نمودار ہو جاتے ہیں۔ اور فضا یک گونہ مسرت سے لبریز ہو جاتی ہے۔ ہندوستانی ادب کے آسمان پر یہ "بکھرے بادل" یہی کیفیت پیدا کریں گے۔ میرا یہ خیال کہاں تک درست ہے۔ اس کا انحصار ناظرین کی تائید پر ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ناظرین اپنے نیک مشوروں سے آگاہ کریں۔ اور پیشگی شکریہ کے سوگت ہیں "کالی گھٹا" کا اشتہار دیتا ہوں۔ یہ میری دوسری کتاب ہوگی۔ جو کسی حد تک ہندوستانی ادب کے آسمان پر "کالی گھٹا" کا منظر پیش کرے گی ؛

ملک الشعراء علامہ پنڈت ہری چند اختر ایم۔ اے کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے بے حد مصروفیت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے دیباچہ کے طور پر اپنی صائب و بے لاگ رائے کا اظہار فرمایا ہے ؛

آپ فرماتے ہیں :-

"فلمی دنیا میں آج کل گیتوں کی شاعری کے نام سے ایک ہڑبونگ مچ رہی ہے۔ جس کے باعث گیت جو شاعری کی سب سے نفیس اور لطیف صنف ہے۔ بدنام بن کر ذلیل و رسوا ہو کے رہ گیا ہے۔ اس کے لئے گیت لکھوانے والے۔ گیت سننے والے

اور گیت لکھنے والے تینوں گروہ ذمہ دار ہیں۔ لکھوانے والوں کے پاس پیسہ ہے تمیز نہیں۔ سننے والوں کے پاس شوق ہے تعلیم و تربیت نہیں۔ اور لکھنے والوں کے پاس یا تو فن نہیں۔ اور اگر فن ہے۔ تو فن کی عزت کا وہ احساس نہیں۔ جو فن کارانہ عزتِ نفس کا دوسرا نام ہے"۔

"میں کہوں گا۔ آپ نے ہندوستانی ادب کے ناخداؤں یعنی گیت نگاروں کو خوب چیتاونی دی ہے۔ ایک عظیم خطرے سے بچنے کے لئے خبردار کر دیا ہے۔ خصوصاً وہ گیت نگار حضرات جو فلم کمپنیوں میں کسی نہ کسی طرح شاعر بن کر براجمان ہیں۔ آپ کے ارشادات سے سبق حاصل کریں گے۔ تو نہ صرف اپنے آپ کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ بلکہ ہندوستانی ادب کی زیادہ سے زیادہ خدمت بجا لا سکتے ہیں"۔

معذرت :-

گورو دیو مہاکوی شانت سے معذرت چاہتا ہوں۔ کہ عدیم الفرصتی کے باعث "بکھرے بادل" کا مسودہ نظر سے نہ گزار

سکا - یہ جرأت اُنہوں نے ہی دلائی تھی - ایک بار ۱۹۳۷ء
میں یہ کہہ کر کہ تمہیں اب اصلاح کی کوئی ضرورت نہیں -
پھر بھی "من آنم کہ من دانم" - "کالی گھٹا" کے معاملہ
میں یہ گستاخی نہ ہوگی ؛

چاند پنڈت

سوامی نگر - لاہور
مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۶ء

پرارتھنا

دُنیا تُجھ بن ہے تُجھ بن ہے سنسان ایشور ہے بھگوان

بن کر پران رما ہے جگ میں کتنی جگ بن کر بسا ہی جگ میں
جُگ جُگ تیرا بھید نہ پایا یہ سنسار ہے تیری مایا
تیرا رُوپ مہان
ایشور ہے بھگوان
پل میں چاہے جو ہو جائے بنا بنایا سب مٹ جائے

ہنسی ہنسی جیون کی آشا   بھری بھری ہو جائے نراشا
بن کر چاند سمان
ایشور ہے بھگوان
سب کے دکھ سکھ سب کے سوامی   گھٹ گھٹ باسی انتریامی
اس کی خالی جھولی بھر دو   دیا دیا تو کر دو کر دو
جیون کا کلیان
ایشور ہے بھگوان
دُنیا تجھ بن ہے تُجھ بن ہے سنسان

ہمارا دیش

بھارت پیارا دیش ہمارا - تن من اس پہ وار ہیں گے

گنگا جس کا پانی بھرتی   پھل پھولوں سے لدی ہے دھرتی
جس دھرتی پر جنم لیا ہے   ماتا اُسے پکاریں گے!

بھارت پیارا دیش ہمارا تن من اس پہ واریں گے

سانس سانس میں پون بھی جس کی   تن میں شکتی مگن ہے جس کی
جس کا یہ اُپکار ہے ہم پر   اُس کا شکر گزاریں گے

بھارت پیارا دیش ہمارا تن من اس پہ واریں گے

کتنے لاکھ ہیں بھارت واسی   اُن پر چھائے کیوں اُداسی
کانپ اٹھیں گے دشمن سارے   مل کر جب للکاریں گے

بھارت پیارا دیش ہمارا تن من اس پہ واریں گے

پربھو کا گیت

جس گیت نے رُوپ میں تُو نیا ہے گیت پربھو نے گایا تھا

یہ رس بھرا گیت تھا جوبن کا
اِک موہنی رُوپ تھا بھگون کا
اور ناچ رہا تھا نینوں میں
بھگون کے من پر چھایا تھا

من ایسا پریم میں مست ہُوا
آنند کے جل میں ڈوب گیا
جل کتنا تھا کوئی انت نہ تھا
وہی نینوں نے برسایا تھا

ہر قطرہ آس کا پھول بنا — چت بھونرا بن کر گونج اٹھا
یہاں روپ اور جیون ایک ہوئے — اور گیت نے جیون پایا تھا

ہنسی آتما اس پھلواری میں — اور بکھر گئی ہر کیاری میں
جی بھر بھر کر انگڑائی لی — دل اپنے آپ پہ آیا تھا

اب اور سنو اشچرج[۱] بھرا یہ کھیل جو اس نے کھیلا ہے

پتا انش میں جیون گیت بنی — ماتا کے گربھ میں سوئی رہی
کھلی آنکھ بکھر گئی تانوں میں — ہر تان انوکھی دنیا ہے

کئی دھارن اس نے روپ کیے — آشا کی دنیا ساتھ لیے
کہیں من کی پیاس بجھا نہ سکی — چولے پہ چولا بدلا ہے

---

[۱] حیرانی۔

کہیں پکشی بنکر اُڑنے لگی — کہیں کیٹ پتنگ اور سر پہ بنی
کہیں لوک بسے پر لوک بسے — یہ کون کہے! یہ کیا کیا ہے؟

کہیں مورنی اور ناچ اُٹھی — پی یاد میں سُدھ بُدھ بسر گئی
جی کھول کے بن بن کوک اُٹھی — تو سچ ہے اور یہی "سکھیا" ہے

آکاش پہ بادل جھوم اُٹھے — کئی دیرینہ نظر میں گھوم اُٹھے
یہ جھوم اُٹھی پی تانوں میں — دُنیا نے کہا "پپیہا" ہے

کہیں پھولوں میں مسکانے لگی — من بھنوروں کے ترپانے لگی
کہیں ٹھوکر کھا کر کانٹوں پہ — آنکھوں سے جھڑیاں برسا ہے

کہیں اپنے آپ کو بھول گئی — پشو آتما بنکر دُکھی ہوئی
پرادھین ہوئی دُکھ سہنے لگی — کوئی آس نہ کوئی بھروسہ ہے

۱؎ ناتی سے نظارد

کہیں اور نہ جب آرام ملا — انسان کا چولا پہن لیا
دکھ سکھ کا انوبھوتنے لگا[ا] — تنگ آ کے کہا جگ جھوٹا ہے

کہیں تن پر راکھ رما بیٹھی — دنیا سے ہٹ کر جا بیٹھی
کبھی شیش جھکا کر کہنے لگے — کوئی پرش نہیں مہا آتما ہے

اسے جیون میں سنتوش کہاں؟ — سنسار میں دکھ ہے ہرش کہاں؟
کیا آگ لگا کر پانی میں — آرام سے کوئی بیٹھا ہے؟

دکھی ہو گئی آتما بیچاری پھل اپنے کیے کا پانے لگی

جھٹ پشچاتاپ میں جلنے لگا — من تیاگ میں وہ ڈھلنے لگا
ویراگ کی آگ لگی ایسی — تن جیون کو تڑپانے لگی

ا احساس

ہر آشا درد سے چیخ اٹھی   برہا کی من پہ چوٹ پڑی
اور انگ انگ بیہوش ہوا   پریتم کی یاد ستانے لگی

کبھی ہنسنے لگی کبھی رونے لگی   پی یاد میں یاد ہی کھونے لگی
دکھ سکھ کا انوبھو جاتا رہا   رس بھگتی پریم کا پانے لگی

پربھو دیکھ کے حال یہ آتما کا آنند میں آ کر ہنسنے لگے!

ہنسنے ایسے ڈھنگ میں کھل کھل کر   اک جوت سی جگ گئی ہونٹوں پہ
کئی چاند اور سورج ٹوٹ پڑے   کئی تارے بن بن جھڑنے لگے

اک دیپ سے کئی کئی دیپ جلے   کئی ہیرے موتی لعل بنے
کئی پربت سج گئے دھرتی پہ   آکاش کا پانی بھرنے لگے

لہ فراق

پربھو جوتش میں جیوں جیوں بنتے گئے — اِک جگ میں نئی جگ بسنے گئے
اس ہنسی ہنسی میں کیا جانے — کیا کیا دو نیا جگ کے چپے لگے

گگن شبد[1] پہ ایسی تھاپ پڑی[2] — اِشور کی مایا جھوم اُٹھی
پل بھر میں چھا گئی سرشٹی پہ — اور گیت پہ گیت برسنے لگے

شرتی روپ میں پرکٹے منتر ہیں — پربھو رس کو گیان کے منتر ہیں
اِک کونا چن گئے رشیوں کی — دگیان کی باتیں کرنے لگے

جڑ چیتنی آگ ہوا پانی — آکاش پرتھوی دیوانی
سب گیت کی تان میں جھوم اُٹھے — اِک جان ہوئے گھر بسنے لگے

گھر گھر میں گیت کا چرچا ہوا — اور چھا گیا بن کر پریم کتھا
سنساری بھید نہ جان سکے — من مانی باتیں کرنے لگے

---

١ سنگیت ٢ نظم

یہ ناچ تھا گیت کے جیون کا   اک موہنی روپ تھا بھگون کا
اور ناچ رہا تھا نینوں میں   بھگون کے من پر چھایا تھا
جس گیت کے روپ میں نیلا ہے یہ گیت پربھو نے گایا تھا

۵

تیرے من میں کھوٹ نہ ہوتی تو یہ گت سمجھے
مجھ سے پہلے سرجن ہارے یہ باجے بجتے

ایشور کا پیار

"کتنے خوش تھے ایشور جس دن سرشٹی بنا ڈالی"

اپنے آپ پہ موہت ہو گئے روپ کے بھولے پن پہ کھو گئے
ایسی لہر اٹھی کچھ من میں ساری سرشٹ جگا دی

انگ انگ میں بھری امنگیں روم روم سے اٹھیں ترنگیں
مدھر مدھر نینوں نے ہنس ہنس پریم شردھا برسا دی

روپ کی موہنی جادو کر گئی پریم کے جل سے دنیا بھر گئی
لہر اٹھی ہر آشا بن کر پھولوں کی شہزادی

پڑی نظر ایشور کی اُس پر   لپٹ گئے آ سے پیاری کھکم
پیار کی سندر دیوی نے اِک   اَور ہی بات بنا دی

جو کچھ اس کے جی میں آیا   ایشور سے منہ مانگا پایا
تین لوک میں اپنی مایا   من مانی پھیلا دی

جیون آتما روپ جوانی   آگ ہوا جڑ شکتی پانی
ایک ہوئے اور سب نے مل کر   گھر گھر دھوم مچا دی

ہرا بھرا سنسار ہے کیسا   ایشور کا یہ پیار ہے کیسا
پیار کی "مہما" جانے جس کو   پیاری ہے آزادی
کتنے خوش تھے ایشور اس دن سرشٹی یک رچا دی

---

۵ قدرت

دو تارا

میں نے سمجھا مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں دکھیارا
لیکن آنسو نکل پڑے جب دیکھا حال تمہارا

(۱)

گلی گلی بدنام ہوئے ہو پریت لگا کر پیارے
پیار بھرا سنسار تمہارا اپنی اور نیارے
اپنا نام جپانے والے نکلے یار تمہارے
ذات پات کے بندھن بن گئے پریم کے رشتے سارے
آج تمہارے پوجا گھر میں چھایا ہے اندھیارا

(۲)

کتنے بیٹ پہ پتھر رکھ کر سوتے ہیں سنساری
ظلم نہیں؟ جو آنکھ چرا لو اُن سے اے بھنڈاری!

تہیں نہیں، اے بھولے رے آپ ہیں اتیاچاری
ظلم سہیں اور کاٹ رہیں کی پھیلا بیٹھ بیماری
ورنہ یہ سنسار تمہارا سا سمجھا ہے ہمارا

(۲۳)

دھن نگری کے راجہ تم ہو دھنوانوں کے ساجن
موں کھیں جو کریں شکایت جان بوجھ کر نردھن
باز کبوتر نہیں کھیلے بچپن سنگ نہیں جیون
میں ہارا اور تمہارا پھر ہو کیسے بھگون

جب تک اس بھگوان پہ ٹوٹے کا نہ ٹوٹے دو تارا
میں نے سمجھا مجھ سے بڑھ کر کوئی نہیں دکھیارا
لیکن آنسو نکل پڑے جب دیکھا حال تمہارا

نرالا بھکاری

مانگ رہا ہوں بھیک نرالی دنیا بھر کے والی
یاد کرے گا آیا تھا کوئی در پر مرد سوالی

جتنے دکھ ہیں تیری نظر میں بکھر گئے ہیں دنیا بھر میں
ان کی مالا ایک پرو کر دے دے ہاتھ ہیں خالی

سکھ کے گھونٹ پلا کر ساقی دنیا کو خوش کر دے
رہی سہی تلچھٹ سے میرے نین پیالے بھر دے
سارے دکھ میں سہہ سکتا ہوں۔ سکھ بھرے جگ میں رہ سکتا ہوں
ہرے بھرے ساون میں خوش ہو۔ جیسے کوئل کالی
مانگ رہا ہوں بھیک نرالی دنیا بھر کے والی

چیتاونی

او! سونے چاندی کے بھگوان!
تم بھی کیا ہو! کیسے ہو دھنوان!! —

آگ لگا کر دور کھڑے ہو عالیشان مکانوں پہ
بچے رہو گے؟ پاؤں دھر کر آ دھمکے انسانوں پہ

نہیں نہیں تم ہوش میں آؤ - پاس لگی ہے آگ، بجھاؤ
آج پکاریں سن کر جاگو! یاد کریں انسان! او بھگوان! سونے

---

(۲)

ایک طرف ہنستا ہے سونا، ایک طرف روتا ہی رونا
ایک طرف ممتا کی آہیں، ایک طرف بے درد نگاہیں
کہیں نہ رنگ نیا لے آئیں، پسینے کے دھبے پڑ جائیں
پھر نہ کہنا بھول ہوئی۔ انصاف کرو بھگوان!
تم بھی کیا ہو ایسے ہو دھنوان!

(۳)

سونے چاندی کے انسانو! عیش پرستو اے دھنوانو!
بھوکے ہیں فرزند وطن کے بھائی ہیں محتاج کفن کے
دے دو جیون دان انہیں بھی۔ ہو جائے کلیان!
او! سونے چاندی کے بھگوان!

سوشلزم

کوئی ایسا پریتم کام کرو تیرے گیت یہ دنیا گاتی رہے

جس آنکھ سے آنسو بہتے ہوں جیسے لوگ بیکاری کہتے ہوں
وہ آنکھ رہے تیری آنکھوں میں نردھن کی لاج نبھاتی رہے

سنتوش کے دیپک بن جاؤ اُپکار کی جیوتی پھیلاؤ
گھر گھر میں تیری جوت جلے دکھیوں کے کشٹ مٹاتی رہے

سنسار کی کومل آشائیں سب کلیاں بن کر کھل جائیں
اِن کلیوں سے تیرے جیون کی تجھے پریم سگندھی آتی رہے

کوئی ایسا پریتم کام کرو تیرے گیت یہ دنیا گاتی رہے

انوکھی بھینٹ

یہ پھول پجارن لائی ہے سویکار کرو!

یہ پھول ابھی خاموش ہی تھے ۔ من کلیوں کے بیہوش ہی تھے
تب چاند کی کرنوں سے جس نے ۔ ان کلیوں میں سنچار کیا
پیغام سنا کر آہوں کا ۔ شبنم نے ہشیار کیا
وہ چاند سی صورت تمہیں تو ہو ۔ تم جان سکو تو پیار کرو
جب دنیا نیند میں سوئی تھی ۔ اور اپنے آپ میں کھوئی تھی

۱؎ سمانا

اس وقت تمہاری آشا کو
دُکھیارن نے پہچان لیا
پربھات کی سُندر بیلا پر
گھر گھر میں تمہارا گان کیا
وہ کھو گئی دُنیا جاگ اُٹھی
اب اسے بھی تم بیدار کرو

یہ مانا سُندر پھول نہیں
پر نہیں ہے ان میں میل کہیں
یہ پھول ہیں اس پھلواری کے
جہاں گنگا جمنا بہتی ہے
وہ دھرتی سورگ کا ٹکڑا ہے
اسے دُنیا بھارت کہتی ہے
بھرپور ہیں پریم سُگندھی سے
ان پھولوں کا سنسکار کرو
یہ پھول پجارن لائی ہے سویکار کرو!

جیون جوت

سنسار میں جیون جوت جگے جیون کی جوت جگا من میں

آ! تن میں ایسا بل بھر دے جیون کے کمل کو چل کر دے
بچپن کی کلیاں پھوٹ پڑیں کھل جائے جوبن بن بن میں
سنسار میں جیون جوت جگے جیون کی جوت جگا من میں

وہ عقل کے پھول کھلا جگ میں اپکار بچھاوے پگ پگ میں

ہر ایک کہے تو میرا ہے   آنند یہ ہے پریورتن[1] میں
سنسار میں جیون جوت جگے   جیون کی جوت جگا من میں

دل کھول کے سب سے باتیں کر   تری باتیں لوگ کہیں گھر گھر
دُکھی برہن میں سُکھ کا چاند کہے   سنسار تجھے تیرے جیون میں
سنسار میں جیون جوت جگے
جیون کی جوت جگا من میں

---

[1] انقلاب

رخصت

ایک بلاوا آیا ہے میں جاتا ہوں

آج میرا پرنام ہے تم سے — ایک ہی اب کام ہے تم سے
کہو مجھے تم جاؤ جاؤ — یہ پیغام سناتا ہوں

گھر کے سب حق توڑ رہا ہوں — کھلے دوارے چھوڑ رہا ہوں
بول فقط ہمدردی کے دو — کہہ دو صدا لگاتا ہوں

رہے سدا ہمسائے بن کر — میرا کیا احسان ہے تم پر
دیا ہے تھوڑا لیا بہت ہے — اب یہ بوجھ اٹھاتا ہوں

دن کا تارا اُدے[1] ہوا ہے — دیپک جل جل بجھ ہی گیا ہے
اور مجھے بھی جانا چاہئے — رہو سلامت جاتا ہوں
ایک بلاوا آیا ہے میں جاتا ہوں

عباس بیگپوری

[1] طلوع ہونا

پیغام

چھوڑ پجاری بھجن کیرتن کو توڑ پھوڑنے والا

بھجن کیرتن میں چھپا نہیں ہے تیرا پریتم پیارا
کہیں چھپائے تجھے نہ نگلے مندر کا اندھیارا
باہر آکر دیکھ! ہے دنیا سے [illegible] ایک [illegible] والا ۔ چھوڑ ۔

(۲)

تو جو بندھن توڑ رہا ہے کس نے تجھے کہا ہے؟
سب کا مالک آپ خوشی سے اس میں بندھا ہوا ہے
سدا ہمارے ساتھ رہا ہے بندھن کاٹنے والا ۔ چھوڑ!

(۳)

دیکھ ادھر وہ کڑی دھوپ میں پتھر کوٹ رہا ہے

اور پسینہ انگ انگ سے جس کے پھوٹ رہا ہے
کھڑا ہے ایشور وہاں جہاں ہے ہل جوتنے والا — چھوڑ

(۲)

چھوڑ سمادھی، مالا رکھ دے شنکھ پوجا کے پھول
بہے پسینہ محنت کر وہ پڑے بدن پر دھول
دھول میں مل کر پھول ہے کھلتا جس کا جگ متوالا۔
چھوڑ پجاری بھجن کیرتن کو تو چھوڑ دے مالا

مترجمہ
” [illegible] ٹیگور “

انوکھی پرارتھنا

اپنے رنگ میں رنگ کر پریتم! جیون پران بنے ہو
پہلے مجھ میں پران بسا کر پھر بھگوان بنے ہو

(۱)

روم روم میں روپ ہے تیرا تیرا دھیان دھروں گا
تسمن تن من پاک رہے یہ ایسا کرم کروں گا
میرے دل کی ہر دھڑکن میں تم ارمان بنے ہو

(۲)

بسے ہوئے ہو من مندر میں دل کے پاپ ہرونگا
عقل کے دیپ میں جوت ہے تیری تیرا مان کرونگا
میں ہی وہ انسان ہوں جس کے تم ایمان بنے ہو

(۳)

اب میں ہر اک کام میں کیسے تیرا نام نہ لونگا
جب تک تو آرام نہ پائے میں آرام نہ لونگا
دو دن کا مہمان ہوں میرے تم مہمان بنے ہو
پہلے مجھ میں پران بسا کر پھر بھگوان بنے ہو

"عکسِ ٹیگور"

انوکھا گویا

بالک یاد رہا نہیں کہنا پریتم تجھے پکارا
ایسا گیت سنایا میں نے پا کر تیرا اشارا

(۱)

چرن کمل کو چھولوں مجھ میں اتنا بل ہی کب تھا
ہنس ہنس وہ لیں بھی جو نہیں اتنا چھل ہی کب تھا
چوم لیا گیتوں نے لیکن من جیتا میں ہارا
ایسا گیت سنایا میں نے پا کر تیرا اشارا

(۲)

جیون دیپک راگ بنا ہے۔ جس دن آتما گائے
جتنا کچھ اِس میں تھا اس بیچ ڈھل کر رس بن جائے
دُور اندھیرا ہوا نظر سے چھایا ہے اُجیارا
ایسا گیت سُنایا میں نے پا کر تیرا اشارا

(۳)

چُپ چُپ تکتا رہتا ہوں میں رُوپ جوانی تیری
امرت سے بھرپور ہے پریتم! پریم کہانی تیری
گیت سُنے اور بن کر بہتے نینوں سے جل دھارا
ایسا گیت سُنایا میں نے پا کر تیرا اشارا

بالک یاد رہا نہیں کہتا پریتم تجھے پُکارا

"عکسِ ٹیگور"

اُپہاری

اُپہاری لاکھ تیرے اُپہار

ان کا اَنت نہ کوئی جانے بیت گئے کتنے سال زمانے
اب تک ان کا حال یہی ہے تو رکی برکھا لگی ہوئی ہے
پھر بھی میرے ہاتھ ہیں خالی بھرا نہیں بھنڈار
لاکھ تیرے اُپہار

ہاتھ تیرے امرت برسائیں پیاسے من کی پیاس بجھائیں
روم روم میں مستی چھائے پیار کی دُنیا دل بن جائے
ناچ اُٹھے ہر آشا من کی جھوم اُٹھے سنسار

ط انت ۔ بھید

لاکھ تیرے اُپکارا!

گلی گلی اور پربت بن میں چھپ چھپ کے بستی کے تن میں
پیار کی آگ لگا دی ایسی رس بھری تان اٹھا دی ایسی
گیت میں کھو کر ساری دنیا کہنے لگی اوتارا!
لاکھ تیرے اُپکارا!

تیری کیا ہے انت ہے مایا تجھ کو بھی اننت بنایا
ناش ہوئی کئی بار یہ کایا بار بار پھر اس کو اپنایا
اس کا کارن یہی ہے شاید اننت تیرے اُپکار
اُپکاری لاکھ تیرے اُپکار

ستیا نند گیرولہ

ﻪ تحفہ دینے والا

ایک سبق

بھکاری! بڑا ہے تو نادان

کس سے مانگے ہے پیارے - اپنے در پہ کسے پکارے
بھیک منگے یہ کیا کرتا ہے، اپنے کو پہچان

ٹھنی ہے یہ ترشنا کیسی - جس دیپک پہ سانس ہو ٹھنی
جوت بجھا دیتی ہے اس کی - بن جائے طوفان

پیار سے خالی اس کا من ہے - جو پہچانے یہ پاپن ہے
پریم کی بھینٹ جو ٹھکرا دے - ورنہ ایک نہ مان

دنیا کا جو بوجھ اٹھائے - بھولے سے بھی نہیں پچھتائے
سونپ دے اپنا آپ اسے تو - کر دے جیون دان

بھکاری! بڑا ہے تو نادان

گیت!

میت جگت میں گیت ہے ایسا جو سُر دیکر گایا جائے

من میں بسے تو من اُجلا ہو گلے ملے تو تن اُجلا ہو
یہی گھٹا ہے وہ جیون کی جب برسے امرت برسائے

(۲)

پھول یہ جگ میں کم کھلتا ہے کھلے کہیں تو کم ملتا ہے
ملے تو دھیرج بنکر دل کی ہر دھڑکن میں آن سمائے

(۳)

میت جسے مل جائے جگ میں سینکڑوں ناچ ہیں اُسکے پگ میں
وہ نردھن ہے سورگ کا رُلچہ ساجن جس کے پران کہائے

میت جگت میں گیت ہے ایسا
جو سُر دے کر گایا جائے

آخر کار!

وُہ کیا یاد کریں گے آخر اِتنا تو کر جانے دو

دِل کی باتیں کہہ نہیں سکتا یہ دُنیا ہے سہہ نہیں سکتا!
رہی سہی اِس آن کی خاطر جاتا ہے سر جانے دو

(۲)

اب یہ دِل میں ٹھان لیا ہے اپنے کو پہچان لیا ہے!
سیس تلی پہ دھر کر مجھ کو پریتم کے گھر جانے دو

(۳)

اِس نگری میں پیار نہیں ہے جینے کا ادھیکار نہیں ہے
اِس جینے سے مرنا اچھا مرتا ہوں مر جانے دو

وُہ کیا یاد کریں گے
آخر اِتنا تو کر جانے دو!

بے بسی

کس پر کوئی وشواس کرے۔ جب اپنے ہوئے پرائے

ناز تھا اپنے دل پر مجھ کو اُس نے آنکھ چُرالی
نین سہانے دیکھ پیا کے بستی وہاں بسائی
جوبن رُت میں نین کسی سے کوئی نہ آنکھ ملائے
کس پہ کوئی وشواس کرے جب اپنے ہوئے پرائے

ناز تھا اپنی پریت پہ جن کو ریت پریت کی توڑ گئے
روپ نگر کی گلی دیکھ کر برہن سے مُکھ موڑ گئے
گلی گلی بدنام ہوئی ہیں پی کو لاج نہ آئے
کس پہ کوئی وشواس کرے جب اپنے ہوئے پرائے

قسمت پہ وشواس کیا تھا وہ بھی راس نہ آئی
نینوں کے دربار میں آکر بھول گئی چترائی
اور نہ جانے کب تک پاپن دُکھ بھرے دن دکھلائے
کس پہ کوئی وشواس کرے جب اپنے ہوئے پرائے

بعد کے ... ؟

ایک بار ہم بھول گئے تھے اب کی بار نہ بھولیں گے

لاکھ بنو تم سونا ساجن! ہم تو پیتل سمجھیں گے
پیار کے جل سے خالی ہو جو ایسا بادل سمجھیں گے
بے شک دل سے بھول گئے ہم لیکن پیار نہ بھولیں گے

(۲)

لاکھ کہو تم قسمیں کھا کر ہم تو اُلفت کرتے ہیں
لیکن بھو تم سے کتنے سو وہ سے پھولوں کا دم بھرتے ہیں
دغا تمہارا بھول گئے ہم پیار کی بار نہ بھولیں گے

(۳)

لاکھ کہو تُم پرکھشا۱؎ لے لو، لیکن ہم تمہیں مانیں گے
پریم نگر کے لوگ ہمیں بھی جگ ہنسیا لے جائیں گے
دُنیا اپنی ریت بھُلا دے ہم سنسار نہ بھُولیں گے
ایک بار ہم بھُول گئے تھے اب کی بار نہ بھُولیں گے

۱؎ امتحان

پُکار

کون سُنے میرے من کی بات۔

پیا بن کون سُنے —

(۱)

لوگ سُنیں پتھر برسائیں — طرح طرح کے دوش لگائیں
لاج بھری برہن کی بات — پیا بن کون سُنے —

(۲)

آنکھ سے آنسو بہنے جائیں — پریم کہانی کہنے جائیں
چھپ گئی جوبن کی بات — پیا بن کون سُنے —

(۳)

کون سُنے پُر درد کہانی — پنکھ لگا کر بھری جوانی
اُڑ گئی بن کر من کی بات — پیا بن کون سُنے —

آؤ!

لوک لاج کا دھیان کرو اب آؤ
لوک للاج کا دھیان کرو جی!
جوبن رُت کا مان کرو جی!!
پھول کھلیں تو لاکھوں بھونرے۔ ساجن بھول نہ جاؤ

نہ وہ دن ہیں نہ وہ راتیں
جتنے مُنہ ہیں اُتنی باتیں
گلی گلی چرچا ہے اپنا۔ اور نہ بات بڑھاؤ

مجھ سے پیار نہیں تو نہ ہو
لیکن پریتم اِتنا سوچو
وُہی جو ہو چرنوں کی داسی۔ اُسے تو نہ ٹھکراؤ
لوک لاج کا دھیان کرو اب آؤ

"انوکھا کال"

کیسا کال پڑا بھگوان۔ کہاں گئے انسان

ایسا خون چڑھا ہے سر پر ۔ قسمت نے وہ کھایا چکر
مارو مارو لوگ پکاریں ۔ خونی ہیں ارمان
کتنوں کے سیندھور مٹائے ۔ کتنے برقعے کفن بنائے
پیروں میں تہذیب لتاڑی ۔ لتھڑا ہے ایمان
بچوں پہ تلوار چلائیں ۔ لہو سے پاپی پیاس بجھائیں
عزت کھو کر بھوک مٹائیں ۔ انسان بنے حیوان!
دین دھرم کی خاک اڑا دی ۔ لوک لاج کی شرم مٹا دی
مندر مسجد پھوڑ گرائیں ۔ ہندو ۔ مسلمان
دیش کا پانی آگ بنا ہے ۔ جل کر خونی راگ بنا ہے
بستے گھر سنسان ہوئے ہیں ۔ جاگ اٹھے شمشان
کیسا کال پڑا بھگوان ۔ کہاں گئے انسان

فرق

رُوپ نگر سے کوئی کوئی پریم نگر میں آتا ہے
جس کا سیس تلی پر ہو گا وہ پریمی کہلاتا ہے

رُوپ نگر میں جوبن کا دھن خوب لٹایا جاتا ہے
پریم نگر میں خون بہا کر پیار کمایا جاتا ہے
جیون پی کی بھینٹ چڑھا کر جینا بھی آ جاتا ہے
رُوپ نگر سے کوئی کوئی پریم نگر میں آتا ہے

رُوپ نگر میں من کی کلیاں کھل کھل کر سکتی ہیں
ایک برہا کا جھونکا کھا کر کانٹوں پر گر جاتی ہیں
پھر یہ کلیاں چن کر پریمی آہوں سے اپناتا ہے
رُوپ نگر سے کوئی کوئی پریم نگر میں آتا ہے

رُوپ نگر اَور پریم نگر کا جتنا بیر پُرانا ہے
اُتنا اِن دونو کا جگ میں بِلا عُلا افسانہ ہے
سُکھ کا دھوکا رُوپ نگر میں پریم نگر دکھ پاتا ہے
رُوپ نگر سے کوئی کوئی پریم نگر میں آتا ہے

سندیسہ

آجاؤ پردیسی بالم! دُور کہاں جا بیٹھے ہو؟

یاد کرے اب دیس کا پانی – جس کو پی کر کھلی جوانی
کس کا پانی بھرتے ہو تُم – کیسا روگ لگا بیٹھے ہو

(۲)

یاد کریں مخمور گھٹائیں – درد بھری ہیں مست ہوائیں
مست سدا رہتے تھے جس میں – آج وہ درد بھُلا بیٹھے ہو

(۳)

یاد کریں بچپن کے ساتھی – جیون بھر کے بن کے ساتھی
ساتھ نبھانا چھوڑ دیا کیوں – کیسا دھوکا کھا بیٹھے ہو
دُور کہاں جا بیٹھے ہو؟

آمد کی خوشی

صُبح سویرے کاگا بولے
آج پیا گھر آئیں گے ۔ آج پیا گھر آئیں گے

بچھڑے پریتم آن ملیں گے۔ پیار کے سُندر پھول کھلیں گے
اُن کے بھونرے جھوم اُٹھینگے۔ جیون کا رس پائیں گے!
آج پیا گھر آئیں گے

بھولے نیناں! چُپ نہ رہنا۔ جو بیتی رو رو کہنا
پیار بھرے نینوں سے پریتم۔ جس دم نین ملائیں گے
آج پیا گھر آئیں گے

بھولے منوا! تو نے کہنا۔ بڑا کٹھن ہے ہجر میں رہنا
بھولے بالم کو سمجھانا۔ یہ دن پھر کب آئیں گے
صُبح سویرے کاگا بولے آج پیا گھر آئیں گے

پرائے بس میں

دِل ہے پرائے بس میں اپنا۔ دِل ہے پرائے بس میں

جب تک نین ہیں نیر بہے گا ۔ بھلی بُری ہر بات سہے گا
وِش بھرا امرت بھی ملے گا ۔ اس جوبن کے رس میں
دِل ہے پرائے بس میں
دِل ہے پرائے بس میں اپنا ۔ جیون بن گیا پی کا سپنا
سپنے میں بھی سُکھ نہیں ملتا ۔ درد اُٹھے نس نس میں
دِل ہے پرائے بس میں
آج پرائے خوشی منائیں ۔ اپنے ساتھی نظر نہ آئیں
کہو سہیلی کہوں تو کیسے ۔ دل ہے پرائے بس میں
اپنا دِل ہے پرائے بس میں

جیون گیت

آ ساجن! اک گیت سناؤں مست بنا ہے جس میں دُنیا ساری

پیار کی چاندنی راتیں ساجن!
پریم سرُوور بنا ہے بَن بَن۔
بَن بَن روپ کے پھول کھلے ہیں۔ جوبن جن پہ ہے بلہاری

کلیوں کی خاموش کہانی۔
پھولوں کی مدہوش جوانی۔
کون سُنے اور کون بتائے۔ ہوش میں کوئی نہیں سنساری

کیسا جادو جگ پر چھایا۔
لوگ کہیں ایشور کی مایا۔

اب تک جس کا بھید نہ پایا۔ ایک سے ایک ہے بات نیاری

ساجن! یہ ہے گیت نرالا۔
نظر نہ آئے گانے والا۔
جس کی تان کبھی نہ ٹوٹے۔ جنم جنم کا ہے جھنکاری

سارے جگ کے پران ہیں اس میں۔
بسے ہوئے بھگوان ہیں اس میں۔
گیت کا روپ بنا کر جگ میں۔ رما ہوا ہے کوئی اوتاری

نہ کوئی چھل ہے جس کے من میں۔
آتم بل ہے جس کے تن میں۔
من میں پریت کی جوت جگائے۔ جیسے کوئی پریم پجاری

جو کوئی اس سے پریت لگائے۔

جیون بھر کے روگ مٹائے۔
اس کی پریت میں سوگ نہیں ہے۔ سکھ کا وہ ناسنکٹ ہاری

ساجن! یہ وہ گیت ہے نیارا۔
جس میں مگن ہوا جگ سارا۔
جیون جس کا نام ہے پیارے۔ نشدن گائیں سب سنساری

آ ساجن اک گیت سناؤں مست ہے جس میں دنیا ساری

گیت

اب تک یاد ہے گیت تمہارا

کتنی دھیمی میٹھی لے تھی
درد بھری اِک پیاری ننھی
جس کو پا کر پھول کھلے تھے
کلی کلی کے ہونٹ ہلے تھے
ہونٹ سے ہونٹ ملا کر سویا
پاگل بھونرا پریت کا مارا

اب تک یاد ہے گیت تمہارا

ایسا تم نے گیت سنایا
جھر جھر کر جھرنوں نے گایا
اور ادھر آکاش پہ تارے
جھوم اٹھے اس گیت پہ سارے
بکھر گئے دھرتی پہ آ کر
شبنم کی بھاشا میں گا کر

جھوم جھوم کر گاتے تھے اور ٹوٹ ٹوٹ کر تجھے پکارا
اب تک یاد ہے گیت تمہارا

ہونٹ تمہارے کانپ رہے تھے سپنوں کے من ناچ اٹھے تھے
کانپ رہے تھے ڈر تھا ان کو چوم نہ لے کوئی پریتم پیارا
اب تک یاد ہے گیت تمہارا

گیت نہیں ہے یاد ہی باقی رہ بکھرے گیت کے یا ایک ساقی
یاد کریں آنسو بیچارے شفق میں جیسے پھوٹیں تارے
پھوٹ پھوٹ کر من روتا ہے روئے من کی یاد سہارا
اب تک یاد ہے گیت تمہارا

"عکس" رنبیر

بسنت

آج اُشا نے رُوپ نکھارا، نکھر گیا جگ سارا
پھُوٹ پھُوٹ کر جوبن برسا اور بسنت پکارا

(۱)

روی[1] راج کے رتھ پر چڑھ کر رتو راج پھر آیا
کرن کرن کے من میں بس کے پھُولوں میں مسکایا
نیا روز ہے نیا ہے سُورج۔ نئی زندگی لایا
کاش ہمارا نیا رنگ پھر لائے بھارت پیارا

(۲)

کہو پجاری رِتو راج[2] کی کیا کچھ بھینٹ چڑھاؤں
پھُول چڑھاؤں آگے پگ[3] پہ یا اپنے پران چڑھاؤں
نہیں نہیں یہ ہو نہیں سکتا کیسے مکھ دکھلاؤں
دیش نہیں آزاد ہے جس کا وہ پاپی ہتیارا

۱ سورج ۲ بسنت ۳ قدم

(۳۳)

گرمی رُت ہو کرودھ ہمارا برکھا رُت ہو پانی
شرد[1] رِتو وِرہ بن جائے پت جھڑ تو لوبھ[2] نشانی
ایسا جیون بن جائے گا جب بسنت کے ابھیمانی
ہنس ہنس بھینٹ چڑھا کر کہنا آج بسنت ہمارا
آج اُشا نے رُوپ نکھارا بکھر گیا جگ سارا
پُھوٹ پھوٹ کر جوبن برسا اور بسنت پکارا

---

[1] سردی [2] لالچ

برہم جیوتی

بھگوان کی سندرشٹی میں بھگوان کا روپ جھلکتا ہے

جب دھرم کی مدھم جیوتی ہو اور آتما ویاکل ہوتی ہو
تب تیرے دکھی بیٹوں میں یہ جوت پرگٹ ہو جاتی ہے

دکھی آہوں میں چھا جاتی ہے نس نس میں آگ لگاتی ہے
دل فوجوں کے چھا جاتے ہیں گھمسان کا یدھ مچاتی ہے

اِک بجلی بن کر گرتی ہے نظروں میں گھومتی پھرتی ہے
تب پاپا کی اندھی آنکھوں میں اُجیالی سی آجاتی ہے

پھر گیت کے روپ میں ڈھل جائے سُکھ بن کر آس میں کھو جائے
اور من کی ادھ کھلی کلیوں میں جیون کا رس ٹپکاتی ہے
بھگوان کی سُندر سرشٹی میں
بھگوان کا روپ دکھاتی ہے

شکوہ

دیکھ لیا جی! دیکھ لیا۔ دُنیا پریتم اور بھگوان تینوں کو

دُنیا چھل بھرا ساگر دیکھا   تینوں سے جل بھر دیکھا
دیکھا اس چھلنی میں چھن چھن   چھن جائے ایمان! اجی دیکھ لیا
دُنیا پریتم اور بھگوان ——

پریتم رُوپ کا بھورا دیکھا   جوبن کا متوالا دیکھا
پت جھڑ کا اِک جھونکا دیکھے   اُڑ جائے نادان! اجی دیکھ لیا
دُنیا پریتم اور بھگوان ——

دُنیا، پریتم دونو مِل کر   گر جائیں بھگوان کے در پر
نردھن کو بھگوان نہ دیکھے   دیکھے اپنی شان! اجی دیکھ لیا
دُنیا پریتم اور بھگوان ——

نازکی کیا ہے ہمیں اس کا پتا بھی نہ تھا

ان کی شوخی نے بتایا ہے اداؤں کا پتا

ناری

ناری کے روپ میں دنیا ہے یہ دنیا روپ ہے ناری کا

کالے کیس گھٹائیں بن کر　چھائیں روپ کے جب امبر پہ
پھوٹ پھوٹ کر جوبن برسے　جیون کی پھلواری کا

نین جو ہنس ہنس کر مسکائیں　آس کے تاروں کو تڑپائیں
چاند کی شیتل کرنوں بیں من　کانپ اٹھے برہمچاری کا

ہونٹوں کی مسکان میں جیون　جیون کے ہیں آنسو دشمن
رونا اور مسکانا جگ میں　ہار سنگار ہے ناری کا

جگ کی جیت بہت آسان ہے[1]　ہر کی پیت بہت آسان ہے
جیت سکے جو ناری کا من　کام نہیں سنساری کا

---

[1] آسمان

برہن کی دیوالی

آنسو میرے دیپک مالا - جگت کہے دیوالی

کہاں گئے وہ پریمی من کے پریم نگر کے باسی
ترس رہی ہیں جن کو آنکھیں چل درشن کی پیاسی
دشا ہے آج نرالی

بتیاں پھوٹ کے دیپک بن گئے پریم جوالا جلتی ہے
روپ کی جوتی برہ میں جل کر پریم کا روپ بدلتی ہے
پتہ چلا اب آلی

جن ملاپ نہ جیون میں ہو نسدن روتے رہنا ہے
جیون بھر کا رہے وچھوڑا پریم کے دکھڑے سہنا ہے
پریت کی ریت نرالی

یاد کروگے

وہ دِن دُور نہیں۔ تُم بھی یاد کروگے!

(۱)

میرے جیسی بھولی بھالی۔ ہر دم ناز اُٹھانے والی
اس دُنیا میں مل نہ سکے گی۔ ٹھنڈی سانس بھروگے وہ دِن

(۲)

دو دِن عیش ہے اور منا لو۔ غیروں کے گھر سج سجا لو
ٹھوکر کھا گھر لوٹو گے تو۔ کیسے ڈھیر دھروگے۔ وہ دِن

(۳)

چاروں اور اندھیرا ہوگا۔ چاند گرہن نے گھیرا ہوگا
آس پاس نہ ہوگا کوئی۔ میری جان ڈروگے۔ وہ دِن

وہ دن دُور نہیں تُم بھی یاد کروگے!

مَن کی کتھا

مَن پچھلے جنم کا پاپی ہے۔ اس جیون میں دُکھ سہتا ہے

جَب تپ سے یوگی پتن کریں۔ مَن مرے تو سارے پاپ ہریں
مَن پھر بھی ایسی پیتنا میں مَن مانی کرتا رہتا ہے
مَن پچھلے جنم کا پاپی ہے
اس جیون میں دُکھ سہتا ہے

سنسار سے پریت لگاتا ہے۔ سنساری کا ہو جاتا ہے
اس پر بھی اتیاچار یہ ہے۔ اسے سب جگ دُشٹی کہتا ہے
مَن پچھلے جنم کا پاپی ہے
اس جیون میں دُکھ سہتا ہے

کیا دُکھ بھرا جیون ہے اس کا کیا درد بھرا مَن ہے اس کا
جب پہلی دُکھ سے ویاکل ہو یہ آنسو بن کر بہتا ہے
مَن پچھلے جنم کا پاپی ہے —— اس جیون میں دکھ سہتا ہے

کلپنا

مَن مِٹ گیا آس نہیں مِٹتی ۔ یہ سُنو انوکھی بات سکھی

وہ آس جو من کا گیت بنی ۔ اور گیت میں کھو کر ریت بنی
وہی گیت وہ لوگ گانے لگی ۔ من روتا رہا دن رات سکھی
من مِٹ گیا آس نہیں مِٹتی ۔ یہ سُنو انوکھی بات سکھی

من آنسو بن بن پھوٹ گیا ۔ جی سِسک سِسک کر ٹوٹ گیا
رہی من کی من میں آس مری ۔ اور بیت گئی برسات سکھی
من مِٹ گیا آس نہیں مِٹتی ۔ یہ سُنو انوکھی بات سکھی

یہ آس نہیں دکھیارن ہے ۔ برہن ہے پریم پجارن ہے
جس رات کئی من مٹتے ہیں ۔ اس رات کی ہے پربھات سکھی
من مِٹ گیا آس نہیں مِٹتی ۔ یہ سُنو انوکھی بات سکھی

کاش!

بھگون وُہ دِن دِکھلائیں
میں رُوٹھوں پیا منائیں

اِک دِل میں جوش بھرا ہو   اَور دِل پہ ہاتھ دھرا ہو
ہنس ہنس کر ساون برسے   پی نیناں بیٹھ برسائیں
میں رُوٹھوں پیا منائیں

مَن پتھر سا ہو جائے   کوئی دِل میں ترس آئے
میں جھوٹ موٹ سو جاؤں   پیا جاگ کے بین بتائیں
میں رُوٹھوں پیا منائیں

پیا سیج پہ پھول بچھائیں   پھولوں پہ پیار لٹائیں
میں ہنس پڑوں بھولے پن سے   پی لاج سے شرما جائیں
بھگوان وُہ دِن دکھلائیں
میں رُوٹھوں پیا منائیں

ساون اور برہن

پیا پرائے دیش ہوں سجنی! ساون کیا من بھائے
ساون جا کر پھر آ جائے، جوبن رت نہیں آئے

برکھا رت جوبن کی رانی جیسے میٹھی پریم کہانی
پی بن بھگن وِش بھرا امرت جیون بیت نہ پائے

پیا پرائے دیش ہوں سجنی! ساون کیا من بھائے
بادل کا من پھٹ جاتا ہے، بجلی کا دل کٹ جاتا ہے

رو رو کر جب گیت پپیہا - تڑپ تڑپ کر گائے
پیا پرائے دیش ہوں سجنی! ساون کیا من بھائے
برہن کیا برسات منائے۔ ساون بن کیا سیج سجائے
آس کے پھول کھلانے والا اور کہیں سُکھ پائے
پیا پرائے دیش ہوں سجنی! ساون کیا من بھائے
ساون جا کر پھر آ جائے جیون رُت نہیں آئے

ساون سے

ساون! اِتنا کیوں روتا ہے؟
پریم کا روتا رونہ دکھاکر
روتا ہے! رو آنکھ بچاکر
اے پاگل پردیس میں آکر رو! جتنا جگ روتا ہے

(۲)

ایک بار جی بھرکر رودے
آشا کا سنسار ڈبو دے
اپنے کو پی دھن میں کھودے بار بار کیا روتا ہے

(۳)

آنسو روتے من کے پی کے
وِش یہ باورا بن کے پی کے
پریم کا جینا ہے یہ جی لے رونے سے کیا ہوتا ہے
ساون! اتنا کیوں روتا ہے؟

بَلم سے

(۱)

سَاون کے دن آئے بَلم جی! سَاون کے دن آئے

پیار بھری برساتیں آئیں من ملنے کی راتیں آئیں

دیکھ رہی ہوں باٹ تمہاری۔ سیج سجا کر ہائے! بلم جی!

(۲)

ساجن آؤ بادل چھائے۔ سماں سُہانا جی للچائے

دیکھ دیکھ کر جھوٹے ہیں برہ جھکولے کھائے بلم جی!

(۳)

بار بار یہ دن نہیں آتے۔ جوبن کے دن چلتے جاتے

کیا کچھ نہیں کر جاتے جگ میں۔ اُجڑے کوئی بس جائے بلم جی!

سَاون کے دن آئے

ساون کے گیت نمبر ا

دیکھ سہیلی! ساون آیا۔ جیا کہے چل گھر سے!
ہنس ہنس بادل مینہ برسائے
دیکھ دیکھ کر جی بھر آئے
نین مگر آنسو پی جائیں۔ لوک للج کے ڈر سے

(۲)

کوئل نے تڑپا کر من کو
زخموں سے بھر ڈالا بن کو
مور پپیہے ناچ اٹھے ہیں۔ جی برہن کا ترسے

(۳)

رم جھم چھم چھم برسے پانی
ناچ رہی ہے بھری جوانی
لوٹ نہ لے کوئی دھن جوبن کا۔ کون کہے دلبر سے
دیکھ سہیلی ساون آیا۔ جیا کہے چل گھر سے

ساون کے گیت

نمبر ۲

پی بن ساون سُونا سکھیو! مت گاؤ ملہار!
مان لیا ہے سماں سُہانا
مست ہوائیں مست زمانہ
جس پا پن کا پی نہیں گھر میں سُونا ہے سنسار! مت گاؤ ملہار

(۲)

برکھا رُت جوبن پر چھائی
لوگوں نے برسات منائی
سُونی سیج دیکھ کر برہن۔ بیٹھ گئی من مار! سکھیو!
مت گاؤ ملہار

(۳)

رحم کرو! یہ گیت نہ گاؤ
آگ نہ پھولوں پر برساؤ
پھول سا کومل تن برہن کا۔ سُکھ کا توڑ کا ہار! سکھیو!
مت گاؤ ملہار

بسنتی آشا

رِتو راج سے کہو سہیلی، سوچ سمجھ کر آئے
آج ہماری شوک سبھا میں ہنس ہنس گیت نہ گائے

(۱)

ٹوٹ چکی ہر آشا من کی سسک رہی ہیں آہیں
کانٹوں سے بھرپور ہوئی ہیں جینے کی سب راہیں
کون ہمارے دُکھی دیش کی نیا پار لگائے؟
رِتو راج سے کہو سہیلی سوچ سمجھ کر آئے

(۲)

دیش پریم کے پھول کھِلے ہیں بھونرے جن سے دُور

کون سنائے گیت پیت کے ملنے سے مجبور!!
ڈر ہے بات نہ پکڑی جائے کہہ کر راج پرائے
رِتوراج سے کہو سہیلی سوچ سمجھ کر آئے

(۴۴)

پھول بسنتی دیکھ دیکھ کر جان دکھی ہو جائے!
دیش کہانی آنسو بن کر نینوں میں کھو جائے
یاد پرانی نئے روپ میں آ کر جی تڑپائے
رِتوراج سے کہو سہیلی سوچ سمجھ کر آئے

بسنت کی پگلی!

جو رُوپ تھا میرے پریتم کا — وُہی سُندر رُوپ بسنت کا ہے

پی نینوں میں ہی چھپا تھی — وُہ ایک منوہر دُنیا تھی
جسے دیکھتے ہی میں کھو بیٹھی — اُسے آج سکھی! پھر دیکھا ہے

یہ بھولا پن اِن پھولوں کا — مرے پریتم کی مُسکان میں تھا
مری آنکھوں نے اسے پایا تھا — مرے دِل میں اب تک بیٹھا ہے

میرے جیون کا کہیں انت نہ ہو — میرا پریتم یہی بسنت نہ ہو!
سکھی! دیکھ کے مجھ کو بتلاؤ — مجھے جگت نے پگلی سمجھا ہے

انوکھی جوگن

جیون روپی دنیا میں اک جوگن گاتی پھرتی تھی
انت کے پتھ پہ نین تھے اُسکے　　درد کی چھریاں، بین تھے اُسکے
آشا روپی دنیا میں اک آگ لگاتی پھرتی تھی
پاپی جگ بیری تھا اُس کا　　جیسے اُس کا کوئی نہیں تھا
اس سے کیا اپرادھ ہوا تھا، لاج بچاتی پھرتی تھی
ایسے جیون سے اُکتا کر　　اور دونو ہاتھ اُٹھا کر
نہ کوئی جگ سے پریت لگائے گیت یہ گاتی پھرتی تھی
آنسو اُس کے روتے تھے جب　　دنیا والے ہنستے تھے تب
ایسی دشا میں پگلی جوگن طعنے کھاتی پھرتی تھی
ودھوا تھی وہ ناری کوئی لاج بچاتی پھرتی تھی

شکایت

اُن آنکھوں سے پھر دیکھو پیا۔ جن آنکھوں دیکھا کرتے تھے
کوئی دوش نہیں ہے ہرن کا۔ من مبلا نہیں دکھیارن کا
وہی پریم کا جل ہے آنکھوں میں۔ تم جس کا پانی بھرتے تھے

وہی پیار کے دن ہیں ساجن کے
وہی پھول کھلے ہیں جوبن کے
ان پھولوں کے تم بھونرے ہو
کئی بھونرے جن پر مرتے تھے

کس بات پہ آنکھیں بدلی ہیں
کسے دیکھ کے نظریں مچلی ہیں
وہی باتیں مجھ سے کرتے ہو
جن باتوں سے تم ڈرتے تھے

ایک ہی پل

ایک ہی پل ہے پیار کا ساجن پیا کریں

یہی وہ پل ہے جس میں ہنس ہنس دنیا نے سنگار کیا ہے
آج پربھو نے چھین کے جگ سے پل بھر میں اُدہار دیا ہے

آ ایسے پل کو گلے لگا لیں سپنوں کا سنگار بنا لیں
آنکھ کھلے سپنا نہ ٹوٹے نینوں میں وہ نیند بھریں

پیا پیارے بھول نہ جانا جیون پنتھ ہیں جدا ہمارے
بڑے بھیانک سپنے ہونگے درد بھرے برہوں کے مارے

آؤ ہم گھل مل باتیں کر لیں - جیون میں ہر سانس میں بھر لیں
رِس رِس کر جو پیا من بھائے ٹھمک ٹھمک کر جب پیر دھریں

پیار بھرے اس پل میں آؤ ہوش بھلا دیں یوں کھو جاؤ
جُدا جُدا شرمیلے سائے یاد کریں اور سفر کریں
ایک ہی پل ہے پیار کا ساجن! پیار کریں! پیار کریں!

پی بن موہے چین نہ آئے

روپ کے وستر سب نے پہنے — پہن لیے جوبن کے گہنے
لوبھی نین بہت للچائے — لوک لاج کی ایک نہ بھائے
ہنس ہنس کلیاں باوری ہو گئیں — جوبن کی مستی میں کھو گئیں
بکھر گئیں سنتوش کی لڑیاں — آن لگیں بھونروں کی جھڑیاں
کود پڑے شعلوں کے بن میں — روپ نے آگ لگا دی تن میں
چوم لیے شبنم کے موتی — من میں جگ گئی پریم کی جوتی
گیت بنیں آشائیں من کی — ٹوٹ مچی جوبن کے دھن کی
دیکھ دیکھ کر جی للچائے — من کی من میں رہ گئی ہائے

پی بن موہے چین نہ آئے!

سکھیوں نے شرنگار کیا ہے — دلہن پر جی وار دیا ہے

خوشی خوشی گھر بار سے نکلیں ۔۔۔ لاج بھرے سنساسے نکلیں
نکل گئیں "پی دھن" میں حد سے ۔۔۔ آن ملے پی ہنستے ہنستے
نین ملے متوالے ہس ہس ۔۔۔ کہنے لگیں آ نتا ہیں بس بس
ایشور جانے کیا کچھ بیتی ۔۔۔ آن گری برہن پر بجلی
نکل گئی پیروں سے دھرتی ۔۔۔ بچ گئی پاپن مرتی مرتی
پی کی آس میں جان نہ جائے ۔۔۔ یاد میں نندن جی کلپائے

پی بِن موہے چین نہ آئے

شکشا

پریم کی باتیں کرنے والو! پریم کے بھید نہ کھولو
پھول سے کومل کان ہیں جگ کے دھیرے دھیرے بولو

پریم کتھا سن سن کر دنیا پاگل سی ہو جاتی ہے
پریم کہانی آنسو بن کر نینوں میں کھو جاتی ہے
پریم کے پھولوں سے بہتر ہے نہ آگ کے کانٹے بو لو

من کی آنکھیں کھول کے دیکھو یہ آنکھیں نہ کھولو
پریم کے رتن بھرے ہیں ان میں موتی ہیں نہ رولو
دیکھ نہیں سکتی یہ دنیا دکھ کے ہار پرولو

وُہ دِن

وُہ دِن پریتم یاد ہے جس دن ہم تم بن ملائے تھے

نہ کوئی چھل تھا بھولے من میں بھولا پن تھا بھولپن میں
پریم پتنگے بن کر جس دن۔ گھر "بہن" کے آئے تھے

مُنہ سے کچھ نہ کہتے تھے تم چپ چپ تکتے رہتے تھے تم
کتنے رس بھرے نین تھے جن میں گیت ہی گیت سمائے تھے

پھول آس کے پل میں کھل گئے ملتے ہنستے دو من مل گئے
جوبن سے مسکاتے ہی جب نینوں میں مسکائے تھے
وہ دن پریتم یاد ہے جس دن ہم تم بن ملائے تھے

اِنتجا

آؤ ہمری اوڑ سجنیا! آؤ ہمری اوڑ

(۱)

اَور کسی کی اور نہ جاؤ - آپ نہ اپنا مان گھٹاؤ
ایک بار مَن جس پر آئے وُہی تو ہے چِت چور—

(۲)

ہمری اوڑ کِھلی پھلواری دیکھ رہی ہے باٹ تمہاری
کلی کلی کے ہونٹ چُوم تو بن کر سُندر بھور—

(۳)

جنم جنم کی پیاس بُجھاؤ سواس سواس میں گھُل مل جاؤ
جھُوم اُٹھے سنسار ہمارا جیسے گھٹا گھنگھور—

آؤ ہمری اوڑ سجنیا! آؤ ہمری اوڑ

دو دن

جیسے دو دن جینا ہو جگ میں
وہ پریم نگر سے دور رہے

اِس نگری میں بھوپانی ہے وہ پانی ایک کہانی ہے
جیسے آنسو گاتے رہتے ہیں اور دنیا اُس کو گیت کہے
جیسے دو دن جینا ہو جگ میں
وہ پریم نگر سے دور رہے
یہاں آہیں بن کر پون چلے گھر گھر میں برہ کی آگ جلے
وہ آگ جو گھر کا ناش کرے من دنیا بھر کے کشٹ سہے

جیسے ۲ دن جینا ہو جگ میں
وہ پریم نگر سے دور رہے!
کیا پریم کے گیت سنانے ہیں۔ یہ دور کے ڈھول سہانے ہیں
ان گیتوں کو جو گاتا ہے۔ اسے پاگل سب سنسار کہے
جیسے ۲ دن جینا ہو جگ میں
وہ پریم نگر سے دور رہے!

پریم روگ

نہ کوئی پریم کا روگ لگائے جیون بھر کلپائے

جیون آس کی جوت جگائے آس کی جوتی پران جلائے

پران جلیں نینوں میں آکر جوبن نیر بہائے

درد کی بجلی تڑپ تڑپ کر آن گرے سنتوش کے من پر

آگ لگے آشا بن ایسی روپ کا دیپ جلائے

نہ کوئی آکر دھیر بندھائے نہ کوئی آکے من کی سنائے

ایسی دشا میں پاگل پریمی جیتے جی مر جائے

نہ کوئی پریم کا روگ لگائے

جیون بھر کلپائے

پردیس میں رہنے والے پیا اب دیس میں آنا بھول گئے

نت باٹ پیا کی تکتی ہوں لے آہ تک تک نظریں پھوٹ گئیں
یہ دشنا ہے میرے نینوں کی شاید مسکانا بھول گئے
وہ سپنے میں بھی آتے ہیں۔ سپنا تڑپانے آتا ہے
کیا پریم کی بھول بھلیاں میں رہن کا ٹھکانا بھول گئے
کس برے مہورت نین ملے دل ٹوٹے ہوئے ملتے ہی نہیں
جوبن کا زمانہ آتے ہی بچپن کا زمانہ بھول گئے
جس آس پہ جیون تھا میرا وہ آس بھی اب تو ٹوٹ گئی
جگ آکر مجھ سے کہتا ہے۔ پیا آنا جانا بھول گئے
پردیس میں رہنے والے پیا اب دیس میں آنا بھول گئے

جوانی کی بھول

پی نینوں میں سکھی! اک دن دو آنسو گھوم رہے تھے
وہ موتی پریم ندی کی لہروں میں جھوم رہے تھے
میرے من میں بھی اِک لہر اُٹھی
کیا جانے کتنی آشائیں، اس لہر میں آ کر بہنے لگیں
ان پریم بھرے پی نینوں میں کچھ بھید کی باتیں کہنے لگیں
میں اپنے آپ کو بھول گئی
یہ کتنا مجھ سے پاپ ہُوا، یہ کتنی مجھ سے بھول ہُوئی
اِک پرش سے میں نے پیار کیا اور ساری دُنیا روٹھ گئی
یہ پریم ہے اِک اپرادھ سکھی

"رُوٹھے پیا"

کِس بات کا ہے سنکوچ پیا تُم رُوٹھے رُوٹھے رہتے ہو

مَیں نِردھن ہُوں یہ بات ہے نا دھن رُوپ کا میرے پاس نہیں
جہاں پریم نہیں تُم جانتے ہو وہاں پر تم سُکھ کا واس نہیں
یہ مان لیا من چنچل ہے اِس من کا کُچھ وشواس نہیں
من میرا تیرے ارپن ہے من میرا میرے پاس نہیں
کِس بات کا ہے سنکوچ پیا تُم رُوٹھے رُوٹھے رہتے ہو

یہ دُنیا جو کُچھ کہتی ہے نہیں اپنے بس کی بات پیا
یہ بھرم کی ساری دُنیا ہے اور بھرم ہے اِس کی ذات پیا
تُم آتے ہو تو ہوتی ہے اس جیون کی پربھات پیا
آکاش کے تاروں سے پُوچھو مَیں سوتی ہُوں کس رات پیا
کِس بات کا ہے سنکوچ پیا تُم رُوٹھے رُوٹھے رہتے ہو

اے بھونرے

من میں رکھ سنتوش اے بھونرے من میں رکھ سنتوش

کلی کلی کا دم بھرتا ہے روپ کے پھولوں پر مرتا ہے
مورکھ ناحق کیوں کرتا ہے لالچ پہ آئے دوش اے بھونرے

ایک کا بن اور ایک کا ہو جا روپ کے بھولے پن میں کھو جا
سکھ کی نیند اگر سونا ہے کھو دے اپنے ہوش اے بھونرے

من کی بازی جیت کے ہر جا بات بُری ہے پھر بھی کر جا
لیکن اپنی آن پہ مر جا پریم کا کھا کر جوش اے بھونرے

من میں رکھ سنتوش!

اچھا ہوتا

میں اندھی پیدا ہوتی یہ کتنا اچھا ہوتا

یہ نین نہ سمجھ آتے   پی نیناں کیوں مسکاتے
میں من میں کیوں شرماتی   من کا ہے کسی کا ہوتا
میں اندھی پیدا ہوتی یہ کتنا اچھا ہوتا

وہ بجلی بھولے پن کی   نینوں پہ آن گری تھی
مرے جیون پہ آگرتی   وہیں انت دکھوں کا ہوتا
میں اندھی پیدا ہوتی یہ کتنا اچھا ہوتا

جگ کیا کیا دوش لگائے   پی من میں لاج نہ آئے
یہ مجھ سے نہ دیکھا جائے   مر جاتی اچھا ہوتا
میں اندھی پیدا ہوتی یہ کتنا اچھا ہوتا

پریم بھکارن

یہ بات نہیں ہے بچپن کی، سکھی بار رہے یہ تیرے من میں
اِک روپ کا جوگی بیناسی جب دوار پہ الکھ جگانے لگا
بن سنمکھ آ کر شرمائی وہ دیکھ کے کچھ گھبرانے لگا
جب نین سمائے نینن میں
چت جاگا جاگی آشائیں اور من میں کچھ کچھ ہونے لگا
اِک مدھر سا گیت تھا ہونٹوں پہ جو تن کی سدھ بدھ کھونے لگا
یہ بات نہ تھی سکھی بچپن میں
جب ہوش میں آئی کیا دیکھا وہ جوگی تھا چت چور سکھی

مجھے بھولے پن میں لوٹ لیا کر سکی نہ کچھ بھی شور سکھی
میں نردھن ہو گئی جوبن میں
یہ دُشا ہے میرے نینوں کی میں نین پجارن بن گئی ہوں
کسی اور سے بات نہ کہنا سکھی میں پریم بھکارن بن گئی ہوں
میرا کوئی نہیں اِس جیون میں

من کی بات

پریتم! کہدو من کی بات

من کی بات رہے جو من میں
گھن بنکر لگ جائے تن میں
آس کے بوٹے کملا جائیں

جھڑ جھڑ بکھریں پات
پریتم! کہدو من کی بات

من میں رہے جو بات بُری ہے
جیسے پی بن رات بُری ہے
کِتنوں کا اُن بھول ہیرا من کے

ہو جاتا ہے گھات
پریتم! کہہ دو من کی بات

کہہ دو پریتم! من کی باتیں
بیت نہ جائیں پیا کی راتیں
جیون کے سنسار میں سُکھ کی

ہو جائے پربھات
پریتم! کہہ دو من کی بات

کیسے کہوں! تم جاؤ

ساجن!

کیسے کہوں! تم جاؤ

کھلی ہوئی پھلواری دیکھو۔ تاک میں ہیں سنساری دیکھو
کھلا چھوڑ کر جوبن کا دھن۔ جا سکتے ہو جاؤ

دل پر رکھ کر ہاتھ بتا دو کہنی پڑے یہ بات جو تم کو
تن میں پران کانپ اٹھینگے بچپن مت دکھلاؤ

دور تمہیں تو اتنا سوچو جس کے کارن جوگ لیا ہو
وہی دیوتا پا کر کیسے کہے بیراگن جاؤ
ساجن! کیسے کہوں تم جاؤ

دو پیالے

ایک شرابی پینے والا۔ موت اور جیون پیالے دو
ایک پیالہ پیئے خوشی سے۔ ایک پیالہ رو کر
رونے میں بھی مستی ہو گی۔ پائے جیون کھو کر
پوچھے کون بتائے کس کو
آنکھیں بند زباں پر تالا

جو بن مدرا پی کر جگ میں۔ کتنا شور مچائے
زور چلے تو موت کا پیالہ۔ پاؤں سے ٹھکرائے
ہے یہ بات انوکھی دیکھو
وہیں اندھیرا جہاں اجالا

سانس گھٹے اور بس نہ چلے جب۔ یاد خدا کی آئے
مست شرابی کرے اشارے۔ ساتھ نہ کوئی جائے
موت اسے کہتے ہیں لوگو
جانے وہ جو پیئے پیالہ

"پریم"

پریم نہیں ہے سُکھ کا کارن دُکھ کا کارن ہوتا ہے
رُوپ کی سُندر سیج پہ جوبن سِسک سِسک کر روتا ہے
پگ پگ پر جگ ہنس ہنس راہ میں دوش کے کانٹے بوتا ہے
پھول سا کومل پریمی کا من انگاروں پہ سوتا ہے
شوک بھری آنکھوں میں آنسو گیت پریت کے گاتے ہیں
درد کی میٹھی چھُریاں بن کر پرانوں میں کھو جاتے ہیں

دوہا

نام نہ لو اس پریم کا پریم بُرا ہے روگ
ایک گھڑی کا عیش ہے جیون بھر کا سوگ

پھر بھی لوگ نہ جانے کیوں اس پریم نگر میں آتے ہیں
جان بوجھ کر سب کچھ اپنا ہاتھوں ہاتھ لٹاتے ہیں
پریم نہیں ہے سُکھ کا کارن دُکھ کا کارن ہوتا ہے

رادھا کی کامنا

موہن! جو تم رادھا ہوتے! میں ہوتی گھنشام۔ رنگ دکھانی

پیی دکھ سہتے ہیں کیسے برہن دن رات۔

نینوں کے آکاش پر بن کر چھا جاتی پربھات۔ کبھی نہ جاتی

مدھر مدھر بنسی کی سُر جب سُدھ بُدھ ہر لے جاتی۔

درشن کو بھی نین تمہارے سوتے میں مُسکاتی۔ نظر نہ آتی

یاد کی سیج پر روتے روتے سو جاتے جب نین۔

میں اِک سُندر سپنا بن کر کھو دیتی سُکھ چین۔ خوب ستاتی

ہاتھ جوڑ کر مجھ سے کہتے آ جاؤ گھنشام۔

مورکھ لوگ کہیں سب جگ میں نام ترا بدنام۔ لاج بچاتی

موہن! جو تم رادھا ہوتے میں ہوتی گھنشام۔ رنگ دکھاتی

پہیلی

ایک لڑکی:- بوجھ پہیلی میری سکھی ری بوجھ پہیلی میری

ایک نیا پردیسی آیا۔ اسے دیکھ کر جی لہرایا
نینوں میں وہ جب مسکایا۔ گلی گلی طوفان اٹھایا
لوک لاج کا من گھبرایا۔ ایسا اس نے گیت سنایا

دوسری لڑکی:- جان لیا وہ تیرا ساجن

پہلی لڑکی:- نہیں سکھی ری وہ ہے جوبن
جوگی والی پھیری سکھی ری
بوجھ پہیلی میری

دوسری لڑکی:- بوجھ پہیلی میری!—

میرے پاس ہے ایک کھلونا۔ نٹ کھٹ بانکا شام سلونا
دھیرے دھیرے بین بجائے۔ تن من پر جادو چھا جائے

اس کی گود میں جھولا جھولوں، جینا مرنا سب کچھ بھولوں

پہلی لڑکی :- جان لیا وہ ساجن تیرا۔

دوسری لڑکی :- نہیں سکھی وہ سپنا میرا۔ سپنے کی ہیں جتنی

سکھی ری پوچھ پہیلی میری

تیسری لڑکی :- سکھی ری! پوچھ پہیلی میری

ایک ہے راجہ ایک ہے رانی - دونوں کی ہے ریت پرانی

سنمکھ آکر جب مسکائیں - راجہ رانی ایک ہو جائیں

اس بن اُس کا پیار ادھورا - دونو کا شرنگار ادھورا

دوسری لڑکی :- جان لیا وہ تو آور ساجن

تیسری لڑکی :- نہیں سکھی ری ہیں اور درپن

جھوٹی بات ہے تیری

سکھی ری پوچھ پہیلی میری

لہ خادمہ ۔ نوکرانی

واردات

نین سے نین ملائے - دل سے دل نہ لگائے

رے ہائے - کھو جی کوئی کیا کرے

دل دے کے یہ روگ لیا ہے

جیون جس کو سونپ دیا ہے

پھر وہ آنکھ چرائے

رے ہائے - کھو جی کوئی کیا کرے

غیروں سے گھل مل کر باتیں

بھول گئیں وہ پیار کی راتیں

بات کرے ہرجائی نہ ہم سے
چوٹ پہ چوٹ لگائے
رے ہائے۔ کہو جی کوئی کیا کرے

کیا کرے نینوں کا مارا
گھائل پنچھی دِل بیچارا
کوئی سُنے نہ ہائے
رے ہائے۔ کہو جی کوئی کیا کرے

واردات

نینوں بیچ سمایا کوئی کیوں نینوں بیچ سمایا

نینوں بیچ سما کر ہائے - روم روم میں چھایا
جوبن نے انگڑائی لے کر - درد بھرا من پایا
جیون میں کوئی آیا - نینوں بیچ...
کوئی کیوں نینوں میں کھو کر - چین چرا کر بھاگے
کون کہے لبوں سے ہائے - جانے عشق تن لاگے
نینوں بیچ سمایا کوئی کیوں
پریم پجاری جو تھا پہلے - آج ہے روپ پجاری
کون کہے لبوں سے ہائے - کیا ہے بھول ہماری
پریم کا یہ پھل پایا - کوئی کیوں
نینوں بیچ سمایا کوئی کیوں - نینوں بیچ سمایا

پریم کہانی

سُن لے پریم کہانی سجنی!
پریتم کا دم بھرتے بھرتے۔ پریم کی پوجا کرتے کرتے
پریتم بن گئی بانی سجنی!

سُن لے پریم کہانی سجنی!
نیند جوانی بن کر سوگئی۔ جا کر بھولے پن میں کھوگئی
کھو کر بھری جوانی سجنی!

سُن لے پریم کہانی سجنی!
سپنا بن کر جوبن آیا۔ چھن بھر پی کا درشن پایا
دے گئے پریم نشانی سجنی!

سُن لے پریم کہانی سجنی!

واردات

پریم کا روگ لگا کر منوا! کاہے نیر بہائیے
یادِ پیا کی گلے لگا لے! نہ کر دُکھ سے ہائے

اِک دِن بھونرا گونج رہا تھا۔ اِن پھولوں پر آ کے
اب یہ پھول سُنائیں کِس کو۔ پریم کہانی جا کے
پی بِن سُونی من کی بگیا۔ کلی کلی کملائے...

پریم کی بھسم رمائے تن ہیں۔ سُن لے من دُکھیارے
پیا کا بھیس بنا کر جگ میں ڈھونڈھ لے پریتم پیارے
تیرا بالم جوگی بن کر۔ در پر الکھ جگائے...

واردات

پیا آگ لگا کر چلتے بنے - میں روپ کا محل بناتی رہی
چھب دیکھ رہی تھی درپن میں   من جھوم رہا تھا نینن میں
کہیں چپکے سے پی آ نکلے   میں نین سے نین ملاتی رہی

ہائے پاپی نیناں ہتیارے   پیت جوبن کے تھے رکھوالے
سکھی! یہ بھی ہوش بھلا بیٹھے   جنہیں انکھوں بیچ بٹھاتی رہی

من تڑپ اٹھا جب گھبرایا   کچھ نظر نہ نینوں میں آیا
میں جب گھبرا کے بیٹھ گئی   یہ اب تک بھید چھپاتی رہی
پیا آگ لگا کر چلتے بنے   میں روپ کا محل بناتی رہی

واردات

دوہا: شام ہوئی سب پنکھ پکھیرو چلے ڈگر کی اور
میرا جیون اونگھ رہا ہے سپنا بن گئی بھور
"گیت سہانا جیون کا بکھر گیا"

ممتا کے جھولے میں اک دن بچپن ہنس ہنس گاتا ہے
من ہی من میں آشاؤں کے اونچے محل بناتا ہے
سن سن کر مستی میں آئے، دل مستانہ جوبن کا
گیت سہانا جیون کا بکھر گیا

بھولاپن نینوں میں کھو کر چنچل بھری بین بجاتا ہے شرماتا ہے
پریمی بن کر آتا کبھی چرائے تن من کو تڑپاتا ہے، ترساتا ہے
ہنس ہنس اور من میں موئے۔ روپ سہانا یہن کا
گیت سہانا جیون کا، بکھر گیا

جیون کا ہے گیت نرالا۔ تھک جاتا ہے گانے والا
سکھ کی تان میں درد سلا ہے۔ کانٹوں میں یہ پھول کھلا ہے
پیار بنا کمھلائے ہائے۔ بھید نہ جانے ساجن کا
گیت سہانا جیون کا بکھر گیا!

بددعا

میرا جیون جس نے ناش کیا سکھی نا شہو ایسے جوبن کا
جسے ہار سمجھ کر پیار کیا۔ بڑے پیار سے جس کا سنگار کیا
وُہ ڈس گیا بن کر ناگ مجھے کوئی پریمی تھا میرے ساجن کا

وُہ کتنی گہری چال چلا مجھے بن کر من کا میت ملا
جب پریم کی جوتی پرگٹ ہوئی۔ وُہ دُشمن بن گیا جیون کا

اس جوتی میں اب جلتی ہوں پل پل میں رُوپ بدلتی ہوں
کبھی روتی ہوں کبھی ہنستی ہوں مجھے بھید یہ کہنی ہوں من کا

انوکھا گیت

بول پڑوں گی پی سے سجنی! اب چاہے کچھ ہو

دل کی آگ لگی بجھ جائے — ہو نہیں سکتا آنچ نہ آئے
پھوٹ پڑے پربت سے چشمے — ٹھیس لگے جب دل کو
بول پڑوں گی پی سے سجنی! اب چاہے کچھ ہو

لاج اگر جاتی ہے جائے — چاہے پتھر جگ برسائے
رُک رُک کر کب ساون برسے — بس کی بات ہے سمجھو
بول پڑوں گی پی سے سجنی! اب چاہے کچھ ہو

اب یہ کٹھن نباہے جی ہیں — اپنے پران لیے ہیں پی ہیں
پی بن جو سنسار ہو سُونا — اس سنسار پہ تھوکو
بول پڑوں گی پی سے سجنی! اب چاہے کچھ ہو

یہ لاج نہیں ہے سجنی! یہ لاج ہے کوئی سوتن

اس لاج نے پی سے مل کر بدنام کیا مجھے گھر گھر
اس لاج کو آگ لگا دو! ہے لاج دکھوں کا کارن

اس لاج کی ماری مرگئی بس لوک لاج سے ڈر گئی
پیہ ڈر کر مجھ سے بھاگی میں بن گئی جگ ہتیارن

وہ سنو اس نہیں ہے اس پر کہا بیٹھی ہوں میں ٹھوکر
نینوں کے جھیل میں رکھا یہ ان کو چھل گئی بیرن
یہ لاج نہیں ہے سجنی! یہ لاج ہے کوئی سوتن

میں پریم وِیوگن ہُوں لوگو میرا جیون پریم کہانی ہے

کوئی سُن سُن کر ہنس دیتا ہے اور ہنس ہنس کر سُکھ لیتا ہے
ہیں دُکھ میں سُکھ کا بھیت بنی ساجن کی یہی نشانی ہے

مجھے رو رو کر دُکھ سہنے دو آنکھوں سے آنسو بہنے دو
جو من کی پیاس بُجھا نہ سکے ان آنکھوں میں وُہ پانی ہے

اب آس یہی ہے جیون میں لگ جائے آگ اس جوبن میں
جیسے پل بھر چین نہیں ملتا وُہ پاپن ایک جوانی ہے
میں پریم ویوگن ہوں لوگو! میرا جیون پریم کہانی ہے

کلپنا!

کیسے پاس بلاؤں تو ہے کیسے پاس بلاؤں
زور نہیں دنیا پر میرا ورنہ آپ آجاؤں

(۱)

کبھی کہوں قسمت سے رو کر پنکھ جو ہوتے میرے
آج پیا کی یاد میں ایسے نین نہ روتے میرے
چھیا کہاں بسلاؤں!۔

(۲)

کبھی کہوں میں اپنے جی سے۔ اب بتلاؤ کھیا رے
نین ملا کر خوب ہنسا تھا، اب لے وئے تیارے

تجھے کہاں لے جاؤں—

~~~~~~ (۴۴) ~~~~~~

کبھی کہوں سپنوں سے ملکر میرا بیاہ رچاؤ!
سُن کر پریتم رہ نہ سکیں جو ایسی بات بناؤ
جی بھر درشن پاؤں!
کیسے پاس بُلاؤں!—
~~~~~~

پریم کی بات

خوب اُڑے بن پنکھ پریم کی بات!

پیار کی سُندر تان اُڑا کر — ایک کتھا بن جائے گھر گھر
لوگ سُنیں اور بات بات پر — کان پہ رکھ لیں ہات

خوب اُڑے!
بن پنکھ پریم کی بات

آگ چِتا کی تیز ہے جیسے — اس پاپن کا شور ہے ویسے
سُنے زمانہ اور منائے — سوگ بھری برسات

خوب اُڑے!
بن پنکھ پریم کی بات

رات کو دُنیا اُٹھ اُٹھ دیکھے — لوگ لاج پہ پیر نہ رکھ دے
ایسا پنچھی کوئی نہیں دیکھا — اُڑتا رہے دن رات

خوب اُڑے
بن پنکھ پریم کی بات

کب تک؟

جیون کے سنسار میں ہندی کب تک ناٹک کھیلے گا؟

رام کا جیون دھرم ہو جس کا دھرم پہ مرنا کرم ہو جس کا
لاج بچا کر گھر کے اندر ناری بن کر بیٹھے گا
جیون کے سنسار میں ہندی کب تک ناٹک کھیلے گا؟

دھن کی لنکا اجڑ گئی ہو لاج کی سیتا بچھڑ گئی ہو
تین لوک کو جیتنے والا کب تک بیٹھا دیکھے گا
جیون کے سنسار میں ہندی کب تک ناٹک کھیلے گا؟

لچھمن سے ہوں جس کے بھائی بھارت ماتا جس کی مائی
موت سے لڑنے والا کسرن ماں کے بندھن کاٹے گا
جیون کے سنسار میں ہندی کب تک ناٹک کھیلے گا؟

جاگ اُٹھے ہیں دُنیا والے   اسے پڑے ہیں جان کے لالے
پیٹ کی آگ بجھے گی کیسے   کب تک بیٹھا سوچے گا
جیون کے سنسار میں ہندی کب تک ناٹک کھیلے گا؟

रमेश्वर दत्त शर्मा निर्मल

R.D. Sharma nirmal
19.3.1948.

"اَنتم گیت"

آج ہے اَنتم گیت یہ میرا، جان توڑ کر گانے دو
اور خوشی کے جتنے سُر ہیں تانوں میں مل جانے دو
ایسی خوشی وُہ جس سے دھرتی اپنا رُوپ دِکھاتی ہے
پھول سی دُلہن بن کر بن کی سبز پری بن جاتی ہے
بکھرے ارمان ہیں میرے اس کی بھینٹ چڑھانے دو۔ آج..

(۲)

ایسی خوشی جو آنسو بن کر گنٹھوں پہ مسکاتی ہے
تن من دھن پرتھوی پہ اپنا ہنس ہنس آپ لٹاتی ہے
آج اِسی دھرتی پر اس کو میری سیج بچھانے دو۔ آج...

(۳)

موت زندگی ایک جنم کی یہ دو سکھیاں نیاری ہیں
ایسی خوشی جو انہیں نچائے جن کے بس سنساری ہیں
آج میرے آنگن میں اس کو اپنا ناچ دکھانے دو۔ آج...

(۴)

وہ جو خوشی طوفان کے سنگ سنگ شور مچاتی آتی ہے
اٹھو اٹھو اے جینے والو! کہہ کہ جوش دلاتی ہے
آج میری آواز میں اس کو اپنا گیت سنانے دو
آج ہے انتم گیت یہ میرا جان توڑ کر گانے دو

"عکسِ ٹیگور"

بھارت کی ہولی

یہ ہولی بھارت والوں کی اِک سپنا تھا سُکھی جیون کا

کبھی دیکھا تھا اب یاد نہیں ان آنکھوں میں پہلا د نہیں
کیا یاد کریں گے وہ سپنا جنہیں پریم نہیں ہر درشن کا

آکاش کے تاروں کے نیچے راہ چلتے والے سانجھ سمے
سر تلی پہ رکھ کے سوتے تھے بھئے ذرا نہیں تھا دشمن کا

کوئی نِردھن دُکھیا دُکھدائی یہاں کوئی نہیں تھا انیائی
یہاں دودھ کی نہریں بہتی تھیں یہاں فرق نہ تھا گو برہمن کا

جب دیش پہ سنکٹ آتا تھا　　من لوہے کا بن جاتا تھا
مشہور تھا ساری دنیا میں　　بل بھیم کا، ساہس ارجن کا

جب ہولی کے دن آتے تھے　　سب آپس میں مل جاتے تھے
کوئی ذات پات کا بھید نہ تھا　　ہر ایک ہی روپ تھا بھگون کا

وہ ہولی پریم کی ہولی تھی　　جیون کی آنکھ مچولی تھی
پچکاری پریم کی آشا تھی　　جل بھرا تھا اس میں جوبن کا

جب رنگ گلال اڑاتے تھے　　نٹ ور کا روپ بناتے تھے
آشائیں روپ ہیں سکھیوں کے　　جی خوب لبھاتی تھیں من کا
یہ ہولی بھارت والوں کی اک سپنا تھا سکھی جیون کا

(7) SEVEN STAGES

زندگی کی سات منازل

(۱)

بالک پن میں جیون اِکدن - آنکھوں میں مسکانے لگا
روں روں کے شبدوں سے اُسکی - ماں کا دل بھر آنے لگا
روپ کھلونا بن کر من کو
مایا سے بہلانے لگا

(۲)

مات پتا کا پیارا بیٹا بستہ لے کر پڑھنے چلا
جیون مارگ پر پگ دھر کر آگے آگے بڑھنے لگا
روپ کے وستر پہن کے جوبن
جیون پر اترانے لگا

پریم نے من میں چٹکی لی اور من میں کچھ کچھ ہونے لگا
روپ پجاری بن کر پریمی پریم جگت میں کھونے لگا
لیکن اپنے پیار کے سنمکھ
پریم کے گیت سنانے لگا

(۴)

ایک سمے پھر سینک بن کر رن میں تیر چلانے لگا
دیش دھرم اور نام کے بدلے کٹ کٹ کر مر جانے لگا
دیش کا جھنڈا ہاتھ میں لے کر
چاروں اور لہرانے لگا

(۵)

ایک سمے پھر قدم قدم پر سنبھل سنبھل کر چلنے لگا
جیون روپی امبر پر سے بیچ کا سورج ڈھلنے لگا
ایک ایک سے بیتائے کی باتیں
بیتی سے بتلانے لگا

(۶)

کالے بال سفید ہوئے نینوں میں چھایا اندھیارا
کال نے ڈیرے ڈیرے آ کر کان میں چھیڑا دو تارا
جیسے پرانی سن کر آپ سے
رک گئے پہ نیر بہانے لگا

(۷)

پوپلے منہ سے پوپلی باتیں بھولا پن دکھلانے لگیں
جیون کی آشائیں من میں اٹھ اٹھ کر تڑپانے لگیں
ایک بار پھر جیون اپنے
بالک پن میں آنے لگا

پیغام

جینے والو! جینا ہے تو جینے والی آن دکھا دو

جان اگر رکھتے ہو تن میں
دیش کا درد بھرا ہے من میں
قوم سے کوئی بیر نہیں تو!
جیون پریم کا روپ بنا دو

پریم روپ کی سندر کلیاں
کومل اور منوہر کلیاں!
کھل کھل کر سنتان بنی ہیں
ان میں جیون رس ٹپکا دو

دنیا میں سنتان سے پیاری
کوئی نہیں ایسی پھلواری

جاتی کے ہیں پران اسی میں ۔ اس میں اپنے پران بسادو

بھولے بھالے پیارے بچے   آنکھوں کے یہ تارے بچے
سونا گھر بس جائے جن سے   ان پر اپنا پیار لٹادو

جانے کیا؟ یہ کیا کیا ہونگے   سینک ہوں گے راجہ ہونگے
آگے کی کیا خبر کسی کو"   من کے اپنے بھرم مٹادو

ان کی نیاری نیاری شکلیں   گوری پیاری پیاری شکلیں
توتلی باتیں سن کر ان کی   سننے والو امت مسکادو

کالی سیپ کھانے والی   موتی ہے اپجانے والی
لعل ہوتے ہیں گو دڑیوں میں   ان لعلوں پر جان لٹادو

ہیرے کا تن پتھر کا ہے — لیکن اِس کا دِل دریا ہے
پل میں دُور کنگالی کر دے — تاج سے چاہے اسے گرا دو

کانٹوں میں جو پھول پلا ہے — باغ کی اُس سے ہی شوبھا ہے
رنک کا سُت راجہ بن جائے — دُنیا کو یہ بھید بتا دو

بچوں کا ہے دیش نرالا — پیارا پیارا بھولا بھالا
آپ کے ہاتھ ہے جیون اُنکا — جیسا چاہو اُنہیں بنا دو

بچوں کو نربھے رہنے دو — اِن کو من آئی کہنے دو!
اِن کے مارگ سے ہر کانٹا — اپنے ہاتھ سے پرے ہٹا دو

اِتنے وہ نادان نہیں ہیں — بیوقوف انسان نہیں ہیں

کام سے غافل ہو کر بیٹھیں — ان کو اچھے کام بتا دو

اپنا رُعب نہ انہیں دکھاؤ — کرودھ کی آگ سے انہیں بچاؤ

آس کی کلیاں جو کملائیں — پیار کا امرت جل برسا دو

پیار سے بھوجن انہیں کھلاؤ — پیارا کہہ کر انہیں بلاؤ!

ان کو کبھی نراش نہ رکھو — اپنا سمجھ کر تو یہ نبھا دو!

شکشا دینے والے بھائیو! — جاتی کے رکھوالے بھائیو

بچوں سے ہے شان تمہاری — اپنی شان کو اور بڑھا دو

پرش کو پرش بنانے والو — جیون کو اپنانے والو!

سنا ہے جو تم دل سے چاہو — مورکھ کو انسان بنا دو

بچوں کے سنسار کے مالک! سنیتا کے بھنڈار کے مالک!
گیان کے شاستر ہاتھ میں دے کر شودر ویر ودوان بنا دو

ایک ایک کے من میں بس کر سب کی آنکھوں میں ہنس کر
گیان کا امرت بن کر برسو پیاسے من کی پیاس بجھا دو

ذات پات کو یہ کیا جانیں بھولے بھالے من کی باتیں
ان کے من میں تم بس جاؤ اونچ نیچ کا بھرم مٹا دو

ان کی صورت جدا جدا ہے سب کی سیرت جدا جدا ہے
جدھر کسی کی لگن لگی ہو اس کو ویسا پاٹھ پڑھا دو

سچا سچ ہے ساجن جگ میں سچ ہی سچا دھن ہی جگ میں

امرت جس کا نام ہے "سچ" ہے "سچ" کا امرت انہیں پلا دو

سچ تو یہ ہے سچ سکھا دو رنبے سیوک انہیں بنا دو
سچے رہ کر ڈرنا کس سے؟ موت بھی آئے تو مسکا دو

بات یہ ہے وہ بات بنا دو دنیا کو کر کے دکھلا دو
اپنے ہاتھ میں ہاتھ "سَتیہ" کا سب کو یہ پیغام سنا دو

جینے والو جینا ہے تو جینے والی آن دکھا دو

ختم شد